سلسلۂ تصوف نمبر ۷

اردو ترجمہ کتاب

دلیل العارفین

یعنی

ملفوظات ملک المشائخ سلطان المساکین منہاج المتقین قطب الاولیا شمس الفقراء ختم المہتدین حضرت خواجہ معین الملت والدین حسن سنجری چشتی ثم الاجمیری رحمۃ اللہ علیہ

جمع کردہ

مرشد المومنین قطب الاقطاب والمسلمین حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی علیہ الرحمۃ

جسے

اللہ والے کی قومی دکان کا مالک ملک چنن الدین خلف ملک فضل الدین نقشبندی مجددی تاجر کتب

منزل نقشبندیہ

کوچہ گلگ زئیاں بازار کشمیری

لاہور

نے بصرف زر کثیر بامحاورہ اردو ترجمہ کرا کر

مقبول عام پریس لاہور ریلوے روڈ

متصل چوک مسجد دالگراں

باہتمام ایم بابو محمد اقبال منیجر چھپا

تصوف کی سراپا رحمت بےنظیر قابل دید کتابوں کا لاجواب سلسلہ

مجموعۂ قانون توحید

اس چھوٹی سی کتاب میں پانچ رسائل پانچ بزرگان عظام شامل ہیں اور ہر ایک رنگ اپنا اپنے وقت میں فرد یگانہ اور اولیائے کرام سے گزرے ہیں مترجم نے انہیں پانچ رسائل کے ترجمے اردو میں کئے ہیں جن میں ذات باریتعالیٰ کی صفات کا ملہ کا کس خوبی سے ذکر کیا ہے جو پڑھتے پڑھتے ایک جلالیت طبیعت میں پیدا ہو جاتی ہے جن رسائل کا ترجمہ ہوا وہ حسب ذیل ہیں۔ ترجمہ اردو رسالہ تحفۃ المرسلہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم از افادات حضرت شیخ الشیوخ محمد بن شیخ فضل اللہ برہانپوری۔ دوسرا رسالہ ترجمہ شعر بشعر رمز العشق ہندی تیسرا رسالہ اردو ترجمہ عقائد صوفیہ کرام مصنفہ حضرت سید محمد کالپوی۔ چوتھا رسالہ اردو ترجمہ علم حقیقت سید محمد کالپوری پانچواں رسالہ اردو ترجمہ تقریر حضرت شیخ نجم اللہ صدیقی نقشبندی القادری بھی قیمت .. ۳/۰۰ ر

محمڈن صوفی ازم فلاسفی لیکچر

یعنی صوفیائے کرام اور تصوف۔ اس کتاب میں صوفیائے کرام کے فلسفہ کو نہائیت خوبی سے بیان کیا گیا ہے ہمارے وہ طالب علم جو فلسفہ انگریزی اور اسلام کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اسے ضرور پڑھیں۔ اور دیکھیں کہ کس آسانی سے اُن کے مشکل مسائل حل ہوتے ہیں اسمیں انگریزی مثالیں بھی دیگئی ہیں۔ جو طلبا کے سمجھنے کیلئے نہائیت آسانی پیدا کرتی ہیں۔ یہ اردو رسالہ اگر طالب علم پڑھ لیں۔ تو پھر فلسفہ جدید اُن پر کچھ اثر نہیں کرتا۔ اسی خیال سے یہ کتاب تیار کی گئی ہے۔ اور اس میں ۴ لیکچر ہیں ۔ قیمت .. .. ۵ ر

اُردو ترجمہ کتاب فوائد السالکین

اس کتاب میں حضرت بابا فرید گنجشکر علیہ الرحمۃ نے اپنے مرشد کامل جناب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی چشتی علیہ الرحمۃ کے ملفوظات ترتیب دیئے ہیں ۔ قیمت .. .. ۲/۰ ر

اُردو ترجمہ کتاب سیر العارفین

یعنی حالات و کرامات بزرگان عظام چشت اہل بہشت از ابتدائے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تا حضرت شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے خلیفہ شیخ عماد الدین تک نہائیت تفصیل کے ساتھ درج ہیں ساز شیخ بہاؤ الدین محمود ناگوری علیہ الرحمۃ قیمت عہ ر

اُردو ترجمہ کتاب سراج العارفین

یہ مُبارک کتاب حضرت خواجہ محمد بہادر علیہ الرحمۃ سکنہ سرائے ترین علاقہ سنبھل کی تصنیف میں سے ہے مصنف علیہ الرحمۃ دیباچہ میں بانفام فرماتے ہیں۔ کہ مجھ کو خواب میں زیارت جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہوئی۔ اور جناب نے ہدائیت فرمائی۔ کہ تصوف میں ایک رسالہ عوام کیلئے لکھو۔ چنانچہ انہوں نے حسب ارشاد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ کتاب تصنیف فرمائی کتاب قابل دید ہے قیمت .. .. ۴ ر

اُردو ترجمہ کتاب جواہر فریدی

اس کتاب میں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم سے لیکر معہ جملہ اصحاب کبار اور حالات زندگی و کرامات عالیہ مفصل شجرہ اولاد پاک حضرت بابا فرید گنجشکر چشتی رحمۃ اللہ علیہ تفصیل درج ہے کتاب کیا ہے خاندان چشتیا کی تو گویا جان ہے۔ زیادہ تعریف کی ضرورت نہیں صرف حضرت بابا صاحب کا نام نامی ہی اس کتاب کی عظمت اور بزرگی کے واسطے لکھ دینا کافی و وافی ہے نہائیت سلیس بامحاورہ اردو ترجمہ ۔ قیمت .. .. ۱۲ عہ ر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اردو ترجمہ کتاب

دَلِیلُ العَارِفِین

یعنی ملفوظات

حضرت قدوۃ العارفین خواجہ غریب نواز

خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی رَحمۃُ اللہِ علیہ

مرتبہ

حضرت خواجہ قطبُ الدین بختیار کاکی رَحمۃُ اللہِ علیہ

یہ صحیفہ ربانی اور نسخہ فقر سبانی - ملک المشائخ - سلطان السالکین منہاج المتقین - قطب الاولیاء شمس الفقراء - ختم المہتدین - معین الملۃ والدین حسن سنجری نور اللہ مرقدہ کے کلمات جان پرور سے شکر جمع کئے گئے ہیں - اس مجموعہ کا نام دَلِیلُ العَارِفِین ہے - اور اس میں حسب ذیل چار قسمیں ہیں:-

قسم اوّل فقر و صواب ہیں - قسم دوم مکتوبات و تسبیح ہیں - قسم سوم اوراد وغیرہ میں قسم چہارم سلوک اور اس کے فائدوں کے بیان میں +

قسم اوّل

مجلس ۱ فقر و صواب میں

پانچویں ماہ رجب ۵۱۴ھ ہجری کو اس درویش نحیف کو جو ملک المشائخ سلطان السالکین الملقب بہ قطب الدین بختیار اوشی کے غلاموں میں سے ہے - جب اس شاہِ فلک دستگاہ کی پابوسی

کی دولت بغداد میں امام ابواللیث سمرقندی کی مسجد میں حاصل ہوئی۔ تو اُسی وقت شرف بیعت سے مشرف فرمایا۔ اور چہار ترکی کلاہ میرے سر پر رکھی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔ اس روز شیخ شہاب الدین محمد سہروردی شیخ داؤد کرمانی۔ شیخ برہان الدین محمد چشتی اور شیخ تاج الدین محمد صفاہانی ایک ہی جگہ حاضر تھے۔ اور نماز کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ آپ نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ صرف نماز ہی میں منزلگاہِ عزت سے لوگ نزدیک ہو سکتے ہیں۔ اسواسطے کہ نماز مومن کا معراج ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ الصلوٰۃ معراج المومن تمام مقاموں سے بڑھکر یہی نماز ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ملنا پہلے نماز ہی سے شروع ہوتا ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ نماز ایک راز ہے۔ جو بندہ اپنے پروردگار سے بیان کرتا ہے راز کہنے میں وہی قرب پا سکتا ہے۔ جو اس راز کے لائق ہو۔ یہ راز سوائے نماز کے کسی طرح نہیں کہا جا سکتا۔ نیز یہ بھی حدیث ہے۔ کہ المصلی یناجی۔ یعنی نماز ادا کرنے والا اپنے پروردگار سے راز بیان کرتا ہے۔ بعد ازاں مجھ سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ کہ جب میں شیخ الاسلام سلطان المشائخ خواجہ عثمان ہارونی نور اللہ مرقدہ کا مُرید ہوا۔ تو آٹھ سال تک آپ کی خدمت میں ایک دم بھی آرام نہ کیا۔ نہ دن دیکھتا تھا۔ نہ رات۔ جہاں آپ سفر کو جاتے۔ سونے کے کپڑے اور توشہ اُٹھا کر ہمراہ ہوتا جب میری خدمت دیکھی۔ تو ایسی نعمت عطا فرمائی جس کی کوئی انتہا نہیں ؞

پھر فرمایا جس نے کچھ پایا۔ خدمت سے پایا پس مرید کو لازم ہے۔ کہ پیر کے فرمان سے ذرہ بھر بھی تجاوز نہ کرے۔ اور جو کچھ اسے نماز تسبیح اور ورد وغیرہ کی بابت فرمائے۔ گوشِ ہوش سے سُنے۔ اور اسے بجا لائے۔ تاکہ کسی مقام پر پہنچ سکے۔ کیونکہ پیر مُرید کا سنوارنے والا ہے۔ کیونکہ پیر جو کچھ فرمائیگا۔ وہ مُرید کے کمال کے لئے ہی فرمائیگا ؞

بعد ازاں فرمائیگا۔ کہ امام خواجہ ابواللیث سمرقندی کے تفسیر میں لکھا ہے۔ کہ ہر روز دو فرشتے آسمان سے اُترتے ہیں۔ ایک کعبہ کی چھت پر کھڑا ہو کر آواز دیتا ہے۔ کہ اے آدمیو اور پریو! سنو۔ اور اچھی طرح سمجھ رکھو۔ کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا فرض بجا نہیں لاتا۔ وہ کبھی اللہ تعالیٰ کے حقوق سے عہدہ برآ نہیں ہوتا۔ اور دوسرا فرشتہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے حظیرہ پر کھڑا ہو کر آواز دیتا ہے۔ کہ اے آدمیو اور پریو! سنو اور اچھی طرح جان لو۔ کہ جو شخص سُنت نبوی ادا نہیں کرتا۔ اور تجاوز کرتا ہے۔ وہ شفاعت سے بے بہرہ رہیگا ؞

پھر فرمایا۔ کہ مسجد کگری میں اولیائے بغداد کے مقابل حاضر تھا۔ اور گفتگو انگلیوں کے خلال کے بارے میں ہو رہی تھی۔ فرمایا۔ کہ وضو کرتے وقت انگلیوں کا خلال کرنا سُنت ہے اسواسطے کہ حدیث میں آیا ہے۔ کہ میں نے صحابہ کرام کو انگلیوں کا خلال کرنے کو کہا۔ جو آدمی سنت کے وقت انگلیوں کا خلال کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کی انگلیوں کو شفاعت سے محروم نہیں رکھیگا

پھر فرمایا۔ شیخ اجل شیرازی کے ہمراہ میں ایک مقام میں تھا۔ اور شام کی نماز کا وقت تھا حضرت خواجہ صاحب نیا وضو کرتے تھے۔ اتفاقاً آپ انگلیوں کا خلال کرنا بھول گئے غیبی فرشتے نے آواز دی۔ کہ اے اجل! تو ہمارے محمدؐ کی دوستی کا دعوٰے کرتا ہے۔ اور اُس کی اُمت بنتا ہے۔ لیکن اُس کی سُنت کو ترک کرتا ہے۔ اس کے بعد خواجہ اجل نے قسم کھائی کہ اس وقت سے لیکر مرنے دم تک میں نے کوئی سُنت نبوی ترک نہیں کی +

پھر فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ میں نے خواجہ اجل شیرازی کو بہت متردد پاکر حالت پوچھی۔ فرمایا کہ جس روز سے مجھ سے انگلیوں کا خلال سہواً ترک ہوا۔ میں فکر میں ہوں۔ کہ یہ منہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے روز کیسے دکھاؤں گا +

پھر فرمایا۔ کہ صلوٰۃ مسعودی میں بہ طابق ترغیب ابوہریرہ کی روایت کے مطابق فقہ سُنت میں لکھا ہے۔ کہ ہر عضو کو تین مرتبہ دھونا سُنت ہے چنانچہ حدیث میں ہے۔ کہ ہر عضو کو تین مرتبہ دھونا میری سنت ہے۔ اور نیز مجھ سے پہلے پیغمبروں کی بھی یہی سُنت ہے۔ اس پر زیادہ کرنا ستم ہے +

بعد ازاں اسی موقعہ پر فرمایا۔ کہ خواجہ فضیل عیاض رحمتہ اللہ علیہ نے وضو کرتے وقت ہاتھ صرف دو مرتبہ دھوئے۔ جب نماز ادا کر چکے۔ تو اسی رات حضرت رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ جو فرماتے ہیں۔ کہ مجھے تو تعجب ہے۔ کہ تمہارے وضو میں کمی رہجائے۔ خواجہ صاحب اس ہیبت سے جاگ پڑے۔ پھر تازہ وضو کر کے نماز ادا کی۔ اور کفارہ کے لئے سال بھر پانسو رکعت بطور وظیفہ روزانہ ادا کی +

پھر فرمایا۔ کہ عارف اہل فضل ہیں۔ اور وہ دوست کی محبت میں مستغرق ہیں۔ بس وہ اپنی شرح میں لکھتے ہیں۔ کہ جب آدمی رات کو باطہارت سوتا ہے۔ تو حکم ہوتا ہے۔ کہ فرشتے اُس کے ہمراہ رہیں وہ صبح تک اللہ تعالےٰ سے یہی التجا کرتے رہتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ اس بندے کو بخش۔ کیونکہ یہ باطہارت سویا ہے +

پھر اسی محفل میں فرمایا۔ کہ عارفوں کی شرح میں آیا ہے۔ کہ جب آدمی باطہارت سوتا ہے۔ اُس کی جان کو عرش کے نیچے لے جاتے ہیں۔ اور حکم ہوتا ہے۔ کہ اسے نوری خلعت پہناوو۔ جب وہ سجدہ کر چکتا ہے۔ تو حکم ہوتا ہے۔ کہ اسے واپس لے جاؤ۔ کیونکہ یہ نیک بندہ ہے۔ جو باطہارت سویا ہے۔ اور جو شخص بے طہارت سوتا ہے۔ اس کی جان کو پہلے ہی آسمان سے واپس کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ یہ لائق نہیں۔ کہ اسے اوپر لے جایا جائے۔ ایسا آدمی اللہ تعالےٰ کو سجدہ کرنے والا نہیں +

پھر زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ فقیہ لکھتا ہے۔ کہ رسُول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

"الیمین للوجہ والیسار للمقعد" یعنی دایاں ہاتھ کھانا کھانے اور منہ ہاتھ دھونے کیواسطے ہے اور بایاں استنجا کرنے کے لئے ❖

پھر بات اس بارے میں شروع ہوئی - کہ جب آدمی مسجد میں آئے - تو سنت یہ ہے - کہ پہلے دایاں پاؤں اندر رکھے - اور جب باہر نکلے - تو بایاں پاؤں پہلے باہر رکھے ❖

پھر فرمایا - ایک مرتبہ خواجہ سفیان ثوری مسجد میں آئے - اور بھول کر پہلے بایاں پاؤں اندر رکھدیا - آواز آئی - کہ بیل خانۂ خدا میں ایسے بے ادبانہ گھس آتے ہیں - اُس روز سے آپ کو خواجہ سفیان ثوری کہنے لگے ❖

پھر عارفوں کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی - تو آپ نے فرمایا - عارف اس شخص کو کہتے ہیں - کہ تمام جہان کو جانتا ہو - اور عقل سے لاکھوں معنی پیدا کر سکتا ہو - اور بیان کر سکتا ہو - اور محبت کے تمام دقائق کا جواب دے سکتا ہو - اور ہر وقت بحر میں تیرتا رہے - تاکہ اسرار الٰہی و انوارِ الٰہی کے موتی نکالتا رہے - اور دیدہ ور جوہریوں کے پیش کرتا رہے - اور جب وہ اسے دیکھیں پسند کریں - ایسا شخص بیشک عارف ہے ❖

بعد ازاں اسی موقعہ پر فرمایا - کہ عارف ہر وقت وسوسہ عشق میں رہتا ہے - اور قدرت خدائے آفرینش میں متحیر رہتا ہے - اگر کھڑا ہے - تو بھی دوست کے وہم میں - اگر بیٹھا ہے - تو بھی دوست کا ذکر کرتا ہے - اگر سو رہا ہے - تو دوست کے خیال میں متحیر ہے - اور اگر جاگتا ہے - تو بھی دوست کے حجاب عظمت کے گرد طواف کرتا ہے ❖

بعد ازاں فرمایا - کہ اہل عشق صبح کی نماز ادا کر کے جائے نماز پر سورج نکلنے تک قرار پکڑتے ہیں - ان کا مقصد اس سے یہ ہوتا ہے - کہ دوست کی نظر میں قبول ہوویں - اور انوار کی تجلی ان پر دم بدم ہو ❖

پھر فرمایا - کہ جب ایسا شخص صبح کی نماز ادا کر کے جائے نماز پر قرار پکڑتا ہے - تو فرشتے کو حکم ہوتا ہے - کہ جب تک وہ نہ اُٹھے - اُس کے پاس آکر اس کے لئے بخشش مانگے ❖

پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا - کہ خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اپنے عمدہ میں لکھتے ہیں اور وہ اسرار الٰہی کا اشارہ ہے - کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شیطان کو غمگین دیکھکر سبب دریافت فرمایا - عرض کی - کہ آپ کی اُمت کے چار گروہوں کے سبب - اوّل مؤذن جو بانگ کہتے ہیں - اسواسطے کہ جب وہ اذاں کہتے ہیں - تو جو سنتا ہے - وہ اذان کے جواب میں مشغول ہو جاتا ہے - کہنے والے اور سننے والے سب بخشے جاتے ہیں - دوسرے وہ جو جہاد کے لئے باہر نکلتے ہیں - تو ان کے گھوڑوں کے سموں کی آواز سے - جب وہ

تکبیر کہتے ہیں۔ اور خدا کے لئے لڑتے ہیں۔ تو حکم ہوتا ہے۔ کہ ان کو مع اُن کے متعلقین کے بخشا۔ تیسرے وہ گروہ جو کسبِ حلال سے روزی کماتے ہیں۔ اور درویش جب وہ حلال کی کمائی کھاتے ہیں۔ اور اوروں کو کھلاتے ہیں۔ تو اللہ تعالےٰ اُنکو بخشتا ہے۔ چوتھے وہ لوگ جو صُبح کی نماز ادا کر کے سورج نکلنے تک وہیں بیٹھے رہتے ہیں۔ اور پھر نماز اشراق ادا کرتے ہیں۔ شیطان نے عرض کی کہ یا رسول اللہ جس روز میں ملکوت میں تھا۔ تو میں نے لوح محفوظ میں لکھا دیکھا تھا۔ کہ جو شخص صبح کی نماز ادا کر کے سُورج نکلنے تک یادِ الٰہی میں مشغول رہے۔ اور پھر اشراق کی نماز ادا کرے۔ تو اللہ تعالےٰ مع اس کے ستر ہزار متعلقین کے اُسے بخشتا ہے۔ اور دوزخ کے عذاب سے خلاصی عنایت کرتا ہے ✤

بعد ازاں فرمایا۔ کہ میں نے فقہ الاکبر میں لکھا دیکھا ہے۔ امام المتقین ابو حنیفہ کوفی روایت فرماتے ہیں۔ کہ ایک کفن چور چالیس سال تک کفن چُراتا رہا۔ آخر جب مرا۔ تو اُسے خواب میں دیکھا۔ کہ بہشت میں ٹہل رہا ہے۔ اسکا سبب پوچھا۔ تو بولا۔ کہ مجھ میں ایک چیز تھی۔ وہ یہ کہ جب میں صبح کی نماز ادا کرتا تھا۔ تو سُورج نکلنے تک یادِ الٰہی میں مشغول رہ کر پھر اشراق کی نماز ادا کرتا۔ حق تعالےٰ چونکہ اندک پذیر اور بسیار بخش ہے۔ اس نے اس کی برکت سے مجھے بخشدیا۔ میرے افعال کا کچھ خیال نہ کیا۔ اور مجھے اس درجہ پر پہنچا دیا ✤

پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ عارف کو جب حالت ہوتی ہے۔ اور اس چیز میں محو ہوتا ہے۔ تو اُس حالت میں اگر کئی ہزار مُلک جن میں عجیب و غریب چیزیں ہوں۔ اُس کے پیش کیجائیں۔ تو وہ اُنکی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔ مگر اسی چیز میں دیکھتا ہے۔ جو ان کے لئے نازل ہوئی ہے۔ عارف کی ایک علامت تو یہی ہے۔ کہ وہ ہر وقت تبسم میں رہتا ہے جبوقت عارف مسکراتا ہے۔ اسوقت عالم ملکوت میں مقرب اسے دکھائی دیتے ہیں۔ پس جو کچھ ان سے ظاہر ہوتا ہے۔ وہ اس کے مسکرانے کا سبب ہوتا ہے ✤

بعد ازاں فرمایا۔ کہ عرفان میں ایک حالت ہوتی ہے۔ جب وہ حالت اُنپر طاری ہوتی ہے تو ایک ہی قدم میں عرش سے حجابِ عظمت تک کا فاصلہ طے کر لیتے ہیں۔ اور وہاں سے حجابِ کبریا تک پہنچ جاتے ہیں۔ پھر دوسرے قدم میں اپنے مقام پر آ پہنچتے ہیں ✤

پھر خواجہ صاحب آبدیدہ ہوئے۔ کہ عارف کا سب سے کم درجہ یہی ہے۔ لیکن وہ جو کامل ہیں۔ اُنکا درجہ اللہ تعالےٰ ہی جانتا ہے۔ کہ کہاں تک ہے۔ کہاں تک پہنچتے ہیں۔ اور کب واپس آتے ہیں ✤ الحمد للہ علیٰ ذالک ✤

مجلس ۲

جمعرات کے روز قدمبوسی کی دولت نصیب ہوئی - اسوقت جنابت کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی - مولانا بہاؤالدین بخاری اور مولانا شہاب الدین محمد بغدادی حاضر خدمت تھے - زبان مبارک سے فرمایا - کہ انسان کے ہر بال تلے جنابت ہے پس لازم ہے - کہ جس جس بال کے نیچے جنابت ہے وہاں پانی پہنچائے - اور اپنے بالوں کو تر کرنا چاہئے - اگر ایک بال بھی خشک رہ جائیگا - تو قیامت کے دن وہی بال اس سے جھگڑیگا ٭

پھر فرمایا - کہ فتاوی ظہیریہ میں میں نے لکھا دیکھا ہے - کہ آدمی کا منہ پاک رہتا ہے جب تک جنب کی حالت میں رہے - جو کچھ پانی وغیرہ پئے - وہ ناپاک نہیں ہوتا - اگر وہ بے طہارت ہے - یا جنبی ہے یا حائض - مومن ہو خواہ کافر اسکا منہ پاک ہے ٭

بعد ازاں اسی بارے میں فرمایا - کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے - کہ ایک صحابی نے اٹھکر پوچھا - یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ علیہ وسلم ! اگر کوئی جنبی ہو - اور گرم ہوا چلتی ہو - اور پسینے سے کپڑے تر ہو جائیں - تو وہ کپڑے ناپاک ہو جائینگے - یا نہیں - فرمایا نہیں - آب دہن پاک ہے - اگر کپڑے کو لگ جائے - تو ناپاک نہیں ہوتا ٭

بعد ازاں اس موقعہ کے مناسب فرمایا - کہ میں نے خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سُنا ہے - کہ جب آدم علیہ السلام بہشت سے باہر دنیا میں آئے - اور حوا کے ساتھ صحبت کا اتفاق ہوا تو جبرائیل علیہ السلام نے آکر کہا - اٹھکر غسل کرو - جب غسل کیا - تو بہت خوش ہوئے - کہا - اے بھائی جبرائیل اس غسل کا کچھ اجر - جواب ملا - آپ کے بدن کے ہر بال کے بدلے ایک سال کی عبادت کا ثواب - اور پانی کا ہر ایک قطرہ جو آپ کے بدن سے چھوا ہے - اس سے اللہ تعالے نے ایک ایک فرشتہ پیدا کیا ہے - جو روزِ قیامت تک عبادت کریگا - اور اس عبادت کا ثواب آپ کو ملیگا - پوچھا - اے بھائی جبرائیل ! یہ ثواب میرے ہی لئے ہے - یا میرے فرزندوں کے لئے بھی - جواب ملا جو تیرا فرزند مومن ہوگا - اور حلال غسل کریگا - اُس کے بدن کے بالوں کی تعداد کے موافق اتنے ہی سالوں کی عبادت اُس کے نامۂ اعمال میں لکھی جائیگی - اور جو قطرے اس کے بدن سے گرینگے - ہر قطرے کے عوض ایک فرشتہ اللہ تعالے پیدا کریگا - جو قیامت تک تسبیح و تہلیل میں مشغول رہینگے - اور اسکا ثواب اس مومن کو ملیگا - جب خواجہ صاحب نے یہ بات ختم کی - تو رو پڑے اور فرمایا - کہ یہ فائدے اس شخص کے بارے میں ہیں جو حلال غسل کرتا ہے - اور جو حرام غسل کرتا ہے تو اسکے ہر بال کے بدلے ایک سال کے گناہ اسکے نامۂ اعمال میں لکھے جاتے ہیں - اور ہر ایک قطرے سے جو اس کے

بدن سے گرتا ہے۔ ایک شیطان پیدا ہوتا ہے۔ قیامت تک جو بدی اس شیطان سے ہوتی ہے وہ اس شخص کے ذمے لکھی جاتی ہے +

پھر فرمایا۔ راہِ شریعت کے چلنے والوں کا شرع یہ ہے جب لوگ شریعت میں ثابت قدم ہو جاتے ہیں، اور شریعت کے تمام فرمان بجالاتے ہیں۔ اور ان کے بجالانے میں ذرہ بھر تجاوز نہیں کرتے۔ تو اکثر وہ دوسرے مرتبے پر پہنچتے ہیں۔ جسے طریقت کہتے ہیں۔ اس کے بعد جب بمعہ شرائط طریقت میں ثابت قدم ہوتے ہیں۔ اور تمام احکام شریعت بے کم و کاست بجالاتے ہیں تو معرفت کے مرتبے کو پہنچ جاتے ہیں۔ جب معرفت کو پہنچتے ہیں۔ تو شناخت و شناسائی کا مقام آجاتا ہے۔ جب اس مقام میں بھی ثابت قدم ہو جاتے ہیں۔ تو درجہ حقیقت کو پہنچتے ہیں۔ اس مرتبے پر پہنچکر جو کچھ طلب کرتے ہیں۔ پالیتے ہیں +

پھر فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ میں نے ایک بزرگ سے عارف کی تعریف یوں سُنی۔ کہ عارف وہ ہے جو دونوں جہان سے قطع تعلق کرے۔ پھر مقام فردانیت پر پہنچے۔ کیونکہ یہ راہ وہی شخص اختیار کرسکتا ہے۔ جو سب سے بیگانہ بنجائے +

اسی موقعہ پر پھر فرمایا۔ کہ نماز ایک امانت ہے۔ جو اللہ تعالےٰ نے بندوں کے سپرد کی ہے۔ پس بندوں پر واجب ہے۔ کہ اس امانت میں کسی قسم کی خیانت نہ کریں +

پھر فرمایا۔ جب انسان نماز ادا کرے۔ تو رکوع و سجود کما حقہٗ بجالائے۔ اور ارکان نماز اچھی طرح ملحوظ رکھے +

پھر فرمایا۔ کہ صلٰوۃ مسعودی میں میں نے لکھا دیکھا ہے۔ کہ جب لوگ نماز اچھی طرح ادا کرتے ہیں۔ اور اس کے تمام حقوق بجالاتے ہیں۔ اور رکوع اور سجود اور قرأۃ و تسبیح کو ملحوظ رکھتے ہیں تو فرشتے اس نماز کو آسمان پر لیجاتے ہیں۔ پھر اس نماز سے نور شائع ہوتا ہے۔ اور آسمان کے دروازے کھُل جاتے ہیں۔ جب وہ نماز عرش کے نیچے لائی جاتی ہے۔ تو حکم ہوتا ہے۔ کہ سجدہ کر اور نماز ادا کرنیوالے کیلئے بخشش مانگ۔ کیونکہ وہ تیرے حقوق اچھی طرح بجا لایا ہے۔ پھر خواجہ صاحب روئے۔ اور فرمایا۔ کہ یہ تو اچھی طرح نماز ادا کرنیوالوں کے حق میں ہے۔ لیکن جو ارکانِ نماز کو بخوبی ملحوظ نہیں رکھتے۔ جب اُنکی نماز کو فرشتے آسمان پر لے جانا چاہتے ہیں۔ تو آسمان کے دروازے نہیں کھُلتے۔ اور حُکم ہوتا ہے۔ کہ اس نماز کو لیجا کر اسی نمازی کے منہ پر دے مارو۔ پھر نماز زبانِ حال سے کہتی ہے۔ کہ جسطرح تو نے مجھے ضایع کیا ہے۔ خُدا تجھے ضایع کرے +

پھر اسی موقعہ پر فرمایا۔ ایک مرتبہ میں بخارا میں دستار بندوں کے بیچ بیٹھا تھا۔ تو ان سے یہ حکایت سُنی۔ کہ ایک مرتبہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا

جو رکوع و سجود میں نماز کا حق اچھی طرح ادا نہیں کرتا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوا۔ تو پوچھا کہ کتنے عرصہ سے اسطرح نماز ادا کر رہا ہے۔ عرض کی۔ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم چالیس سال سے ایسی ہی نماز ادا کرتا آیا ہوں۔ فرمایا۔ اس چالیس سال میں تو نے کوئی نماز ادا نہیں کی۔ اگر تو مر جائیگا تو میری سنت پر نہیں مریگا +

پھر فرمایا۔ کہ میں نے خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کی زبانی سُنا ہے۔ کہ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب انبیاء اولیاء اور ہر ایک مُسلمان سے پوچھینگے۔ جو اس حساب سے عہدہ برآ نہیں ہوسکیگا۔ وہ عذاب دوزخ میں مبتلا ہوگا +

پھر فرمایا۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے۔ کہ میں شام کے قریب ایک شہر میں تھا۔ جس کا نام میری یاد سے اُتر گیا ہے۔ اُس کے باہر ایک غار تھی۔ جس میں ایک بزرگ شیخ اوحد محمد الواحد غزنوی رہتا تھا۔ اور جس کے وجود مبارک پر چمڑا ہی چمڑا تھا۔ سجادے پر بیٹھا ہُوا تھا۔ اور دو شیر اُس کے پاس کھڑے تھے۔ میں شیروں کے ڈر کے مارے پاس نہ جا سکتا تھا۔ جب اُسکی نگاہ مجھ پر پڑی تو فرمایا۔ آجاؤ۔ ڈرو نہیں۔ جب میں پاس گیا۔ تو آداب بجا لاکر بیٹھ گیا۔ پہلی بات جو بزرگ نے مجھ سے کی۔ یہ تھی۔ کہ اگر تو کسی کا ارادہ نہ کریگا۔ تو وہ تیرا بھی ارادہ نہ کریگا۔ یعنی شیر کی کیا ہستی ہے کہ تو اُس سے ڈرتا ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ جب تیرے دل میں خوف خُدا ہوگا۔ تمام تجھ سے ڈرینگے۔ شیر کی کیا حقیقت ہے۔ وہ لوگوں سے بھی نہیں ڈرے گا۔ غرضیکہ اس قسم کی بہت سی باتیں بیان فرمائیں پھر پوچھا۔ کہاں سے آنا ہُوا؟ عرض کی بغداد سے۔ فرمایا۔ آنا مبارک ہو۔ لیکن لازم ہے۔ کہ تو درویشوں کی خدمت کرے۔ تاکہ بزرگ مرد بنجائے۔ لیکن سنو۔ مجھے اس غار میں رہتے ہوئے کئی ایک سال گذر گئے ہیں۔ اور تمام خلقت سے گوشہ نشینی اور تنہائی اختیار کی ہے۔ لیکن تیس سال سے ایک چیز کے سبب رو رہا ہوں۔ اس ڈر سے دن رات روتا ہوں۔ میں نے پوچھا وہ کیا۔ فرمایا۔ نماز۔ جب میں نماز ادا کرتا ہوں۔ تو اپنے آپ کو دیکھکر روتا ہوں۔ کہ اگر ذرّہ بھر شرائطِ نماز ادا نہ ہوئی۔ تو سب کچھ کیا کرایا ضائع جائیگا۔ اُسی وقت یہ طاعت میرے مُنہ پر دے مارینگے۔ پس اے درویش! اگر تو نماز کے حق سے عہدہ برآ ہو وے۔ تو واقعی تو نے بڑا کام کیا ہے۔ نہیں تو تو اپنی عمر کو ضائع کریگا۔ پھر یہ حدیث بیان فرمائی۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک کوئی گناہ دُنیا میں اور کوئی دشمن قیامت میں اس سے بڑھکر نہیں۔ کہ نماز کو بلا شرائط ادا کیا جائے +

پھر فرمایا۔ کہ میرے بدن پر جو ہڈیاں اور چمڑا دکھائی دیتا ہے۔ یہ اسی سبب سے ہے کہ مجھے معلوم نہیں۔ کہ آیا مجھ سے نماز کا حق ادا ہوا بھی ہے۔ یا نہیں۔ یہ بات کہتے ہوئے ایک سیب اُٹھایا۔ جو

اُس کے پاس ہی تھا۔ اُس کی ساری گفتگو کا لب لباب یہ تھا۔ کہ نماز کا عُہدہ بڑا بزرگ عُہدہ ہے اگر سلامتی کے ساتھ اس سے عہدہ برآ ہو سکے تو خلاصی پا جاتا ہے۔ نہیں تو شرمندہ رہتا ہے۔ اور یہ چہرہ کسی کو نہیں دکھلا سکتا ۔

پھر خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ اے درویش: نماز دین کا رُکن ہے۔ اور رُکن ستون ہوتا ہے۔ پس جب ستون قائم ہوگا۔ تو گھر بھی قائم ہوگا۔ جب ستون نکل جائیگا۔ تو چھت فوراً گر پڑیگی چونکہ اسلام اور دین کے لئے نماز بمنزلہ ستون ہے۔ جب نماز کے اندر فرض۔ سنّت۔ رکوع اور سجود میں خلل آئیگا۔ تو حقیقت اسلام اور دین وغیرہ خراب ہو جائینگے ۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ صلوٰۃ مسعودی کی شرح میں امام زاہد رحمۃ اللہ علیہ واسعہ میں لکھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے کسی عبادت میں ایسی تاکید و تشدید نہیں کی جیسی کہ نماز کے بارے میں ۔

پھر اسی موقعہ پر فرمایا۔ کہ امام جعفر صادق رضہ روایت کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں جا بجا نصیحت کی ہے۔ بعض ان میں سے بہ لفظ مدح خطاب ہے۔ اور بعض بطور ترغیب اور بعض بطور ترہیب (خوف دلانا) سات سو مقام پر ایسی نصیحتیں کی ہیں۔ کہ نماز قائم کرو کیونکہ یہ دین کا ستون ہے۔ تفسیر میں یہ لکھا ہے کہ قیامت کے روز پچاس مختلف مقامات پر مختلف سوال ہر آدمی سے پوچھے جائینگے۔ پہلے مقام پر اگر ایمان اور اُس کی شرائط وصفات اور شناخت باریتعالےٰ سے بال بھر بھی بیان نہیں کر سکیگا۔ تو وہیں سے سیدھا دوزخ بھیجدیا جائیگا ۔

بعد ازاں دوسرے مقام پر نماز اور فریضہ کی بابت سوال کرینگے۔ اگر عُہدہ برآ ہوگا۔ تو بہتر۔ نہیں تو وہیں سے دوزخ میں بھیجدیا جائیگا۔ پھر تیسرے مقام پر سُنّت نبویؐ کی بابت سوال ہونگے۔ اگر ان سے عہدہ برآ ہوگا۔ تو رہا کیا جائیگا۔ ورنہ موکلوں کے ہاتھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا جائیگا۔ کہ یہ شخص آپ کی اُمت سے ہے۔ جس نے سُنّت کے ادا کرنے میں کوتاہی کی ہے جب ان فوائد کو ختم کر چکے۔ تو زار زار رو دیئے۔ اور یہ الفاظ زبان مبارک سے فرمائے۔ کہ افسوس ہے اُس شخص پر جو قیامت کے دن پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ سے شرمندہ ہو۔ ایسے شخص کو کہاں جگہ ملیگی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شرمندہ ہوگا۔ تو کس کے پاس جائیگا۔ جب خواجہ صاحب یہ فوائد ختم کر چکے۔ تو ہر شخص اپنے مقام کو واپس گیا۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک ۔

مجلس ۳

بدھ کے روز قدمبوسی کا شرف حاصل ہوا۔ سمرقند کی طرف کے چھ درویش حاضر خدمت تھے۔ مولینا بخاری بھی حاضر تھے۔ جو خواجہ صاحب بھی خدمت میں رہتے تھے۔ پھر اوحد الدین کرمانی بھی

آکر آداب بجالائے۔ اور بیٹھ گئے۔ گفتگو اس بارے میں ہو رہی تھی۔ کہ نماز فریضہ میں اسقدر تاخیر کیجائے کہ وقت گذر جائے۔ اور قضا کر کے ادا کریں۔ آپ نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ واہ۔ وہ کیسے مسلمان ہیں۔ جو نماز وقت پر ادا نہیں کرتے۔ اور اسقدر دیر کرتے ہیں کہ وقت گذر جاتا ہے۔ انکی مسلمانی پر بیس ہزار افسوس۔ جو اللہ تعالےٰ کی بندگی میں کوتاہی کرتے ہیں ✤

پھر فرمایا۔ کہ میرا گذر ایسے شہر میں ہوا۔ جہاں پر یہ رسم تھی۔ کہ وقت سے پہلے ہی نماز کے لئے تیار ہو جاتے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا۔ کہ اس میں کیا حکمت ہے؟ کہ تم سب وقت سے پہلے ہی تیار ہو جاتے ہو۔ کہا سبب یہ کہ جب وقت ہو۔ تو فوراً نماز ادا کرلیں۔ جب تیار نہ ہوں گے۔ تو شاید وقت گذر جائے۔ پھر یہ منہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو کس طرح دکھا سکینگے۔ کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ "عجّلوا بالتوبۃ قبل الموت و عجّلوا بالصلوٰۃ قبل الفوت" مرنے سے پہلے توبہ کے لئے جلدی کرو۔ اور نماز فوت ہونے سے پیشتر نماز کے لئے جلدی کرو ✤

بعد ازاں فرمایا۔ کہ امام یحییٰ حسن زندوسی رحمتہ اللہ علیہ کے روضہ میں واسطہ میں میں نے لکھا دیکھا ہے۔ اور مولانا حسام محمد بخاری سے جو میرے اُستاد تھے سُنا ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ "من اکبر الکبائر جمع بین الصلوٰۃ" یعنی سب سے بڑا گناہ یہ ہے۔ کہ نماز فریضہ میں اسقدر تاخیر کی جائے۔ کہ وقت گذر جائے۔ اور پھر دو نمازیں اکٹھی ادا کی جائیں ✤

بعد ازاں فرمایا۔ کہ میں خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر تھا۔ آپ سے میں نے حدیث سُنی جس کی روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کی ہے۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ کیا میں تمہیں منافقوں کی نماز بتاؤں۔ عرض کی جناب فرمائیے۔ فرمایا۔ جو شخص دیگر کی نماز میں اسقدر تاخیر کرے۔ کہ سورج کی روشنی میں فرق آجائے۔ اور اسکا رنگ زردی مائل ہو جائے۔ پھر عرض کی۔ کہ وقت مقرر فرمائیں۔ فرمایا۔ اسکا ٹھیک وقت یہ ہے۔ کہ آفتاب نے اپنا اصلی رنگ بدلا نہ ہو یعنی زرد نہ پڑگیا ہو۔ جاڑے اور گرمی میں یہی حکم ہے ✤

بعد ازاں فرمایا۔ کہ میں نے فقہ ہدایہ میں شیخ الاسلام خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی یہ حدیث دیکھی ہے۔ حدیث شریف "اسفروا بالفجر لانہ اعظم للاجر" یعنی صبح کی نماز سفیدی میں ادا کرو۔ تاکہ ثواب زیادہ ہو۔ ظہر کی نماز میں سنت طریقہ یہ ہے۔ کہ اسقدر تاخیر کی جائے کہ ہوا سرد ہو جائے۔ اور جاڑے میں جب سایہ ڈھلے۔ تو ادا کی جائے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ "ابردوا بالظہر فانّ شدۃ الحرّ من فیح جہنّم" یعنی گرمی میں ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت ادا کرو ✤

بعد ازاں فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ خواجہ بایزید بسطامی علیہ الرحمتہ سے صبح کی نماز قضا ہو گئی۔ تو بقدر روئے۔ اور آہ و زاری کی۔ کہ بیان نہیں ہو سکتی۔ آواز آئی۔ کہ اے بایزید! تو اسقدر آہ و زاری کیوں کرتا ہے۔ اگر صبح کی ایک نماز فوت ہو گئی۔ تو ہم نے تیرے نامۂ اعمال میں ہزار نماز کا ثواب لکھ دیا ہے ✦

پھر فرمایا۔ کہ تفسیر محبوب قریش میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ جو شخص پانچوں نمازیں باوقت ادا کرتا ہے۔ وہ قیامت کے دن اُسکی راہ نما بنتی ہیں ✦

بعد ازاں فرمایا۔ کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جس کی نماز نہیں اُسکا ایمان نہیں ✦

پھر فرمایا۔ کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں "لا ایمان لمن لا صلوٰۃ لہ" جس کی نماز نہیں اُسکا ایمان نہیں ✦

اسی موقعہ پر پھر فرمایا۔ کہ میں نے شیخ الاسلام خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ سے سُنا۔ کہ امام زاہد کی تفسیر میں لکھا ہے۔ "فویل للمصلین الذین ھم عن صلوٰتھم ساھون" یعنی ویل دوزخ میں ایک کنواں ہے۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ دوزخ کی ایک وادی ہے جس میں سخت سے سخت عذاب اُن لوگوں کو ہوگا۔ جو نماز میں غفلت کرتے ہیں ✦

پھر ویل کی تفسیر یوں فرمائی۔ کہ ویل نے ستر ہزار مرتبہ اللہ تعالےٰ سے رو کر پوچھا۔ کہ ایسا سخت عذاب کن لوگوں کو ہوگا؟ حکم ہوا ان کے لئے جو نماز کو وقت پر ادا نہیں کرتے اور قضا کرتے ہیں ✦

پھر فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ امیر المؤمنین عمر خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے شام کی نماز ادا کی۔ اور جب آسمان کیطرف دیکھا۔ تو ستارہ دکھائی دیا۔ غمناک ہو کر آپ اندر چلے گئے۔ اور اس کے کفارے میں ایک غلام آزاد کیا۔ اسکا سبب یہ تھا۔ کہ حکم ہے۔ کہ جب سُورج غروب ہو۔ فوراً نماز ادا کرو۔ کیونکہ ایسا کرنا سنت ہے ✦

بعد ازاں صدقے کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ جو بھوکے کو کھانا کھلاتا ہے اللہ تعالےٰ قیامت کے روز اُس کے اور دوزخ کے مابین سات پردے حائل کر دے گا۔ جن میں سے ہر ایک پردہ پانسو سالہ راہ کے برابر بڑا ہو گا۔ پھر کچھ دیر جھوٹ کہنے کے بارے میں گفتگو ہوئی۔ تو فرمایا۔ جس نے جھوٹی قسم کھائی۔ گویا اُس نے اپنے خاندان کو ویران کیا۔ اس گھر سے برکت اُٹھائی جاتی ہے ✦

پھر فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ بغداد کی جامع مسجد میں ایک ذاکر مولینا عماد الدین بخاری نام رہتے

تھے۔ جو نہایت ہی صالح مرد تھے۔ یہ حکایت میں نے اُن سے سُنی۔ کہ ایک مرتبہ اللہ تعالےٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دوزخ کے بارہ میں گفتگو کر رہا تھا۔ کہ فرمایا۔ اَے موسیٰ! میں نے دوزخ میں ایک وادی ہاویہ پیدا کی ہے۔ جو ساتواں دوزخ ہے۔ اور سب سے خوفناک اور سیاہ ہے۔ اور اس کی آگ بھی سیاہ اور نہایت بدتر ہے۔ اس میں سانپ بچھو بکثرت ہیں۔ وہ گندھک کے پتھروں سے ہر روز تپایا جاتا ہے۔ اگر اس گندھک کا ایک قطرہ دُنیا میں آ پڑے۔ تو تمام پانی خشک ہو جائے۔ اور تمام پہاڑ گل جائیں۔ اور اس کی گرمی سے زمین پھٹ جائے۔ اَے موسیٰ! ایسا عذاب دو شخصوں کے لئے بنایا ہے۔ ایک وہ جو نماز ادا نہیں کرتا۔ دوسرے وہ جو میرے نام کی جھوٹی قسم کھاتا ہے +

پھر فرمایا۔ کہ ایک بزرگ خواجہ محمد اسلم طوسی نامی نے ایک مرتبہ کسی کام کی خاطر سچی قسم کھائی اسوقت وہ حالت سکر میں تھا۔ جب حالت صحو میں آیا۔ تو پوچھا۔ کہ کیا میں نے آج قسم کھائی ہے کہا۔ ہاں۔ فرمایا۔ چونکہ آج سچی قسم کھانے پر میرے نفس نے جرأت کی ہے۔ کل جھوٹی قسم کی جرأت کریگا۔ اِسلئے بہتر ہے۔ کہ جب تک میں زندہ رہوں۔ بات ہی نہ کروں۔ اِس کے بعد چالیس سال تک زندہ رہے لیکن کسی سے کلام نہ کی۔ یہ اس سچی قسم کا کفارہ تھا۔ جو اُس نے ایک مرتبہ کھائی +

بعد ازاں دعاگو نے التماس کی۔ کہ اگر خواجہ صاحب کو ضرورت پڑتی تھی۔ تو کیا کرتے تھے فرمایا۔ اشاروں سے کام لیتے۔ جب یہ فوائد ختم ہوئے۔ تو سارے آداب بجا لاکر اپنے اپنے گھر واپس گئے۔ اور خواجہ صاحب یادِ الٰہی میں مشغول ہوئے +

مجلس ۴

سوموار کے روز پابوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اُس روز شیخ شہاب الدین سہروردی خواجہ اجل شیرازی اور شیخ سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہم زیارت کے لئے آئے ہوئے تھے۔ بات اس بارے میں شروع ہوئی۔ کہ محبت میں صادق کون ہوتا ہے۔ آپ نے زبانِ مبارک سے فرمایا۔ کہ محبت میں صادق وہ ہوتا ہے۔ کہ جب دوست سے مصیبت آئے۔ تو رغبت سے اُسے قبول کرے۔ بعد ازاں شیخ شہاب الدین سہروردی نے فرمایا۔ کہ محبت میں صادق وہ ہوتا ہے۔ کہ جس پر شوق اور اشتیاق اسقدر غالب ہو۔ کہ اگر لاکھ تلوار بھی اُس کے سر پر ماری جائے۔ تو اُسے کوئی خبر نہ ہو +

بعد ازاں خواجہ اجل شیرازی رح نے فرمایا۔ کہ دوستی مولا میں وہ شخص صادق ہوتا ہے۔ کہ اگر اس کا ذرّہ ذرّہ کر دیا جائے۔ اور آگ میں جلا کر خاکستر بھی کر دیا جائے۔ تو بھی دم نہ مارے +

بعد ازاں شیخ سیف الدین باخرزی رح نے فرمایا۔ کہ دوستی مولیٰ میں وہ شخص صادق ہوتا ہے

کہ جیسے ہمیشہ چوٹ لگے۔ اور مشاہدہ دوست میں اس چوٹ کو بھول جائے۔ اور اس پر کوئی اثر نہ ہو۔ پھر شیخ الاسلام خواجہ معین الدین ادام اللہ تقواہٗ نے فرمایا۔ کہ یہ بات شیخ شہاب الدین میں پائی جاتی ہے۔ اسواسطے کہ آثار اولیاء میں میں نے لکھا دیکھا ہے۔ کہ ایک مرتبہ رابعہ بصری۔ خواجہ حسن بصری مالک دینار۔ اور خواجہ شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہم سب بصرے میں ایک جگہ بیٹھے تھے۔ اور گفتگو صدقِ محبت کے بارے میں ہو رہی تھی۔ خواجہ حسن بصری رح نے فرمایا۔ کہ مولا کی دوستی میں وہ شخص صادق ہے۔ کہ جب اُسے رنج و درد ہو۔ تو صبر کرے۔ رابعہ رح نے فرمایا۔ کہ اَے خواجہ! اس سے غرور کی بُو آتی ہے۔ پھر مالک دینار نے فرمایا۔ کہ مولیٰ کی دوستی میں وہ صادق ہے جو ہر بلا میں جو دوست کی طرف سے اُس پر آئے رضا طلبی کرے۔ اور اس پر راضی رہے۔ رابعہ نے فرمایا۔ اس سے بہتر ہونا چاہیئے۔

بعد ازاں خواجہ شقیق نے فرمایا۔ کہ مولیٰ کی دوستی میں وہ شخص صادق ہے۔ کہ اگر اُسکا ذرہ ذرہ بھی کردیا جائے۔ تو بھی دم نہ مارے۔ رابعہ نے فرمایا۔ کہ جب اسے رنج والم پہنچے۔ تو وہ اُسے دوست کے مشاہدہ میں بھول جائے۔ پھر خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ ہم بھی اس بات کا اقرار کرتے ہیں۔ شیخ سعید الدین باخرزی نے فرمایا۔ کہ صدق محبت اسی کا نام ہے۔

پھر ہنسی کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو زبانِ مبارک سے فرمایا۔ کہ دراصل جو خندہ اور قہقہہ ایک کبیرہ گناہ ہے۔ وہی خندہ و قہقہہ اہل سلوک میں ہے۔ فرمایا۔ کہ خندہ و قہقہہ جائز تو ہے۔ لیکن قبرستان میں نہیں چاہیئے۔ کیونکہ وہ عبرت کا مقام ہے۔ نہ کہ کھیل کود کا۔ حدیث میں آیا ہے کہ جب کوئی شخص قبرستان میں سے گذرتا ہے۔ تو مردے کہتے ہیں۔ کہ اَے غافل! اگر تجھے معلوم ہو جائے۔ کہ تجھے کیا پیش آتا ہے۔ تو تیرے جسم کا گوشت و پوست گر پڑے۔

بعد ازاں زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ میں اور شیخ اوحد کرمانی کرمان میں مسافر تھے۔ وہاں پر ایک بوڑھے کو جو حد سے زیادہ بزرگ۔ صاحب نعمت اور یادِ الٰہی میں مشغول تھا۔ دیکھا لیکن جیسا اُس بزرگ کو مشغول دیکھا۔ ویسا کسی کو بھی نہیں دیکھا۔ الغرض جب میں نے اُسے دیکھا تو سلام کیا۔ معلوم ہوا۔ کہ گویا اس میں گوشت و پوست ہے ہی نہیں۔ صرف روح ہی روح ہے۔ وہ بزرگ بات بھی بہت کم کرتا تھا۔ میرے دل میں خیال آیا۔ کہ اس بزرگ سے ماجرا پوچھوں۔ کہ کیوں ایسا لاغر و ناتواں ہوگیا ہے۔ وہ روشن ضمیر تھا۔ پیشتر اس کے کہ میں پوچھوں۔ خود ہی فرمایا۔ کہ اَے درویش! ایک روز میں ایک یار کے ہمراہ قبرستان سے گذرا۔ ایک قبر کے نزدیک تھوڑی دیر ٹھیرے۔ جب بیٹھے۔ تو اتفاقاً کوئی ایسی بات ہوئی۔ جس کے سبب مجھے ہنسی آئی اور قہقہہ لگا کر ہنسا۔ قبر سے آواز آئی۔ اَے غافل! جسکو ایسا مقام درپیش ہو۔ اور اُس کا

حریف ملک الموت ہو۔ اور اس کا غمخوار خاک کے نیچے سانپوں اور بچھوؤں کے بس میں ہو۔ اسے ہنسی سے کیا کام۔ جونہی آواز سُنی بیں آہستہ اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور دوست کا ہاتھ چوم کر اسے تو روانہ کیا۔ اور خود نماز میں آ بیٹھا۔ اور اس ہیبت سے اپنے آپ میں پگلنا شروع کیا۔ آج چالیس سال ہونے آئے۔ کہ میں نے اسی شرم کے مارے آسمان کیطرف نہیں دیکھا۔ اور نہ ہی مسکرایا ہوں میں شرمندہ ہوں۔ کہ قیامت کے دن کیا منہ دکھاؤں گا ✦

بعدازاں اسی بارے میں آپ نے ایک بزرگ کی حکائیت سُنائی جسے خواجہ عطائی سلمیؒ کہتے تھے۔ اور جس نے چالیس سال تک آسمان کیطرف نہیں دیکھا تھا۔ جب سبب پوچھا گیا کہ کیوں اسقدر روتا ہے؟ تو کہا۔ قبر کے ڈر اور قیامت کے خوف سے ✦

بعدازاں اس سے آسمان کی طرف نہ دیکھنے کی وجہ پوچھی۔ تو کہا۔ کہ مجھے شرم آتی ہے۔ کیونکہ مَیں نے گناہ بکثرت کئے ہیں۔ اور مجلسوں میں خندے اور قہقہے لگائے ہیں۔ اسواسطے میں اوپر کی طرف نہیں دیکھتا۔ اور نہ ہی آسمان کی طرف دیکھتا ہوں۔ اس حکائیت کے بعد ایک اور حکائیت بیان فرمائی۔ کہ خواجہ فتح موصلی جو بندہ طریقت تھے۔ آٹھ سال تک روتے رہے۔ چنانچہ آپکے رُخساروں پر گوشت و پوست نہ رہا۔ جب وفات کے بعد خواب میں دیکھ کر آپ سے پوچھا گیا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا۔ کہا۔ بخشدیا۔ لیکن جب اوپر لے گئے۔ اور عرش کے نیچے پہنچے۔ تو مَیں نے سجدہ کیا۔ لیکن ڈرتا تھا۔ اور کانپتا تھا۔ آواز آئی کہ فتح! تو اسقدر کیوں روتا ہے؟ کیا میرا غفّار ہونا تجھے معلوم نہیں۔ مَیں نے سر سجدہ میں رکھدیا۔ اور مناجات کی۔ کہ پروردگار! مجھے معلوم تو تھا۔ لیکن میں عذابِ قبر۔ ہیبتِ قبر اور ملک الموت کی سختی سے ڈر کر روتا تھا۔ کہ اس تنگ لحد میں میری کیا حالت ہوگی۔ بعدازاں حکم ہوا۔ کہ چونکہ اس سے تو ڈرتا تھا۔ واپس چلا جا۔ کہ میں نے تمہیں اس خوف سے رہائی دی اور تجھے بخشدیا ✦

پھر فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ سیوستان میں خواجہ عثمان ہارونی کے ہمراہ میں سفر کر رہا تھا۔ ایک جھونپڑی میں ایک درویش شیخ صدرالدین محمد احمد سیوستانی کو دیکھا۔ جو از حد یادِ الٰہی میں مشغول تھا اور بزرگ تھا۔ میں چند روز اُسکی صحبت میں رہا۔ جو شخص جھونپڑی میں آتا۔ محروم نہ جاتا۔ عالمِ غیب سے کچھ نہ کچھ اُسے دیتا۔ اور یہ کہتا۔ کہ اس درویش کو دعائے ایمان سے یاد کرو۔ اگر میں اپنا ایمان گور میں سلامت لیجاؤنگا۔ تو گویا میں بڑا کام کرونگا۔ الغرض جب وہ بزرگ موت اور قبر کی ہیبت کو سُنتا۔ تو بید کی طرح کانپتا۔ اور اُسکی آنکھوں سے خون جاری ہو جاتا۔ گویا پانی کا چشمہ ہے۔ اس کے بعد سات رات دن تک وہ روتا رہتا۔ لیکن کھڑے ہوکر اور آنکھیں آسمان کی طرف کئے ہوئے کہ اس کا رونا دیکھکر ہمیں بھی رونا آجاتا۔ جب رونے سے فارغ ہوتا۔ تو بیٹھکر ہماری طرف مخاطب

ہو کر کہتا ۔ اے عزیزو! جسے موت آنی ہے ۔ اور ملک الموت کا سا حریف اُسکا پیچھا کئے ہوئے ہے اور نیز روز قیامت کا سا دن اُس کے پیش آنا ہے ۔ اُسے خواب و قرار اور خندہ و خوشدلی سے کیا واسطہ ۔ اور دوسرے کام میں مشغول ہونا اسے کس طرح بھلا معلوم ہوتا ہے ۔ پھر فرمایا اے عزیزو! اگر تم کو مُردوں کا حال جو چیونٹیوں اور سانپوں کے بس میں ہیں ۔ اور مٹی کے قید خانے میں بند ہیں ۔ ذرہ بھر بھی معلوم ہو جائے ۔ جو ان سے معاملہ ہو رہا ہے ۔ تو کھڑے کھڑے نمک کی طرح پانی بنجاؤ ٭

پھر فرمایا ۔ اے عزیزو! میں نے ایک مرتبہ بصرہ میں ایک بزرگ کو دیکھا ۔ جو از حد یاد الٰہی میں مشغول تھا ۔ اُس کے ساتھ میں قبرستان میں گیا ۔ وہ صاحب کشف تھا ۔ ایک قبر کے پاس ہم دونوں بیٹھ گئے ۔ کیا دیکھتا ہے ۔ کہ اُس مُردے کو بڑا سخت عذاب کر رہے ہیں ۔ جب اس بزرگ نے دیکھا تو نعرہ مار کر گر پڑا ۔ جب میں نے دیکھا ۔ تو معلوم ہوا ۔ کہ مر گیا ہے ۔ ایک گھڑی بعد نمک کی طرح پانی بن کر غائب ہو گیا ۔ جیسا خوف اس بزرگ پر طاری ہوتے دیکھا کبھی میں نہ دیکھا تھا نہ سُنا تھا ٭

پھر فرمایا ۔ کہ میں ایسا اپنے آپ میں محو ہوں ۔ کہ ہر روز اپنے آپ میں گھُلتا ہوں تیس سال بعد میں نے تم سے گفتگو کی ہے ۔ پس اے عزیزو! جسقدر لوگ خلقت میں مشغول رہتے ہیں کبھی اپنے کام میں نہیں مشغول ہوتے ۔ کیونکہ جسقدر خلقت میں مشغول ہوتے ہیں ۔ اسی قدر خالق سے دُور جا پڑتے ہیں ۔ پس جا کر توشے کی تیاری کرو ۔ کیونکہ ہم سب کو ایک دن پیش آنے والا ہے ۔ ممکن ہے کہ ہم ایمان سلامت لیجائیں ۔ یہ کہکر دو کھجوریں جو اُس کے پاس تھیں ۔ مجھے دیں ۔ اور خود اٹھکر رونے میں مشغول ہو گیا ۔ اور پھر عالم تحیر میں محو ہو گیا ۔ بعد ازاں خواجہ صاحب زار زار روئے اور فرمایا ۔ اے درویش! مجھے اس خُدا کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے ۔ کہ اس دن سے لیکر آج تک ہر روز موت اور قبر کی ہیبت سے گھُل جاتا ہوں ۔ میرے پاس نہ سواری ہے ۔ نہ توشہ جس کی وجہ سے اس خوف سے بے کھٹکے ہو جاؤں ٭

پھر فرمایا ۔ کہ قبرستان میں عمداً کھانا کھانا یا پانی پینا کبیرہ گناہ ہے ۔ جو عمداً کھائے ۔ وہ ملعون اور منافق ہے ۔ کیونکہ گورستان عبرت کا مقام ہے ۔ نہ کہ حرص و ہوا کا ٭

پھر اسی موقعہ کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی ۔ کہ میں نے امام یحییٰ ابوالخیر زندوسی رحمۃ اللہ کے روضے میں لکھا دیکھا ہے ۔ کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔ "من اکل فی المقابر طعاماً او شراباً فھو ملعون و منافق" جس نے قبرستان میں کچھ کھایا پیا ۔ وہ ملعون اور منافق ہے ٭

بعد ازاں اسی موقعہ کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی ۔ کہ ایک مرتبہ خواجہ حسن بصری کا گذر قبرستان سے ہوا ۔ تو کیا دیکھتے ہیں ۔ کہ کچھ مسلمان قبرستان میں بیٹھ کر کھا پی رہے ہیں ۔ پاس جا کر

پوچھا۔ کہ بھائیو! تم منافق ہو یا مسلمان؟ انکو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی۔ خواجہ صاحب سے بُرا سلوک کرنا چاہا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ میں نے اسواسطے پوچھا ہے۔ کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جو قبرستان میں کھائے پئے۔ وہ منافق ہے۔ اسواسطے کہ یہ عبرت کا مقام ہے جیساکہ تم دیکھتے ہو۔ یہاں تُم جیسے اور تم سے بہتر خاک میں سوے پڑے ہیں۔ اور چیونٹیوں اور سانپوں کے بس میں ہیں۔ اور قید میں گرفتار۔ انکا گوشت و پوست گل سڑ گیا ہے۔ اور انکا جمال خاک میں ملگیا ہے۔ تم نے اپنے ہاتھوں ان عزیزوں کو خاک میں دفن کیا ہے تمہارا دل کس طرح چاہتا ہے۔ کہ یہاں بیٹھ کر کھانا کھاؤ۔ اور کھیل کود میں مشغول ہو۔ جب خواجہ صاحب نے یہ کہا۔ تو سب نے فوراً توبہ کی۔ کہ ہمیں بخشو۔ ہم اس سے باز آئے *

بعد ازاں خواجہ صاحب نے اِسی موقعہ کے مناسب ایک اور حکایت بیان فرمائی۔ کہ میں نے ریاحین میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ ایک مرتبہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ آدمیوں کو دیکھا جو ہنسی اور کھیل کود میں مشغول تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ٹھیر کر سلام کہا۔ تو سب اُٹھے۔ اور پھر سر زمین پر رکھدیئے۔ اور غلاموں کی طرح دست بستہ کھڑے ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ بھائیو! کیا تم موت سے بے کھٹکے ہو؟ سب نے یک زبان ہو کر عرض کی۔ نہیں۔ پوچھا۔ اعمال کے ڈر سے بچ گئے ہو؟ عرض کی۔ نہیں۔ پوچھا۔ پُلصراط سے گذر گئے ہو؟ عرض کی نہیں۔ فرمایا۔ پھر کیوں ہنسی اور کھیل کود میں مشغول ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت نے اُن پر ایسا اثر کیا۔ کہ بعد ازاں کسی نے اُنکو ہنستے نہ دیکھا *

پھر خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ مشائخ طبقات اولیائے صفاتِ طریقت۔ اماماں دین اور خواجگانِ معرفت دُنیا و ما فیہا سے بیزار ہیں۔ کیونکہ انہیں ہیبت و حیرت کا عذاب دکھائی دیتا ہے *

پھر فرمایا۔ کہ مرتبہ سوم میں جسے اہل سلوک بھی گناہِ کبیرہ خیال کرتے ہیں یہ ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی کبیرہ گناہ نہیں۔ کہ مسلمان بھائی کو بغیر سبب تکلیف دی جائے۔ جیساکہ اللہ تعالٰے نے فرمایا ہے۔ "الذین یؤذون المؤمنین بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بہتانا واثما مبینا"۔ مسلمان بھائی کو ستانا کبیرہ گناہ ہے۔ اس میں خدا اور رسول دونوں ناراض ہوتے ہیں *

بعد ازاں خواجہ صاحب نے حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک بادشاہ نے رعیت پر ظلم و تعدی کر کے مُلک کو برباد کر رکھا تھا۔ اور بڑی تکلیف دیتا تھا۔ مدت بعد اسی بادشاہ کو بغداد میں کنکری مسجد کے پاس کھڑے ہوئے دیکھا۔ کہ سر اور ڈاڑھی کے بال بکھرے ہوئے ہیں اور گرد آلود ہیں۔ پہلی حالت بالکل بدل چکی ہے۔ اور بدن پر خاک ڈالی ہوئی ہے۔ ایک

شخص نے اسے پہچانکر پوچھا۔ کہ تو وہی بادشاہ ہے جو کہ ہمیں لوگوں پر ظلم و تعدی کرتا تھا۔ شرمندہ ہوکر جواب دیا۔ تو نے مجھے کس طرح پہچانا۔ کہا میں نے تجھے اُس دن نعمت و دولت میں دیکھا ہے جب تو خلقِ خُدا پر رحم نہیں کرتا تھا۔ بلکہ اُلٹا ظلم و تعدی کرتا تھا۔ کہا۔ ہاں۔ اسوقت میں بے سبب خلقِ خدا کو تکلیف پہنچاتا تھا۔ اور ان پر ظلم کرتا تھا۔ اسواسطے اپنا کیا پایا ❖

بعد ازاں خواجہ صاحب نے ایک اور حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ بغداد میں دریا کے کنارے ایک جھونپڑی دیکھی جس میں ایک بزرگ رہتا تھا۔ جب میں جھونپڑی میں آیا۔ تو سلام کہا۔ سلام کا جواب اس نے اشارے سے دیا۔ اور اشارے سے ہی فرمایا۔ کہ بیٹھ جا۔ کچھ دیر میں بیٹھا۔ تو مجھ سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ اے درویش! قریباً پچاس سال سے میں نے گوشۂ تنہائی اختیار کیا ہے جس طرح تم جہان میں سفر کر رہے ہو۔ اسی طرح میں سفر کیا کرتا تھا۔ میں نے ایک دنیا دار بزرگ کو ایک شہر میں دیکھا۔ جو خلقِ خُدا کو لین دین میں ستاتا تھا۔ میں نے اُسے کچھ نہ کہا۔ نہ اُسے باز رکھا۔ میں دیکھ کر چلا آیا۔ فرشتے نے آواز دی۔ کہ اے درویش! اگر حق کی خاطر اس دنیا دار کو کہہ دیتا کہ اللہ تعالےٰ سے ڈر۔ اور خلقت سے زیادتی نہ کر۔ تو وہ تیرے کہنے سے باز آجاتا۔ لیکن تو اس بات سے ڈر گیا۔ کہ وہ دنیا دار جو مہربانی تجھ پر کرتا ہے۔ شائد نہ کرے۔ جب میں نے غیب کی آواز سُنی۔ مارے شرمندگی کے کئی سال سے اس کٹیا میں رہتا ہوں۔ اور قدم باہر نہیں رکھتا۔ اس اندیشے میں ہوں۔ کہ اگر قیامت کو مجھ سے اس معاملے کی بابت پوچھا جائیگا۔ تو کیا جواب دونگا۔ پس اے درویش! اس روز سے میں نے قسم کھالی ہے۔ کہ میں کسی طرف نہیں نکلونگا۔ تاکہ کسی فعل کو دیکھ کر اُسکا گواہ نہ بننا پڑے۔ بعد ازاں جب شام کا وقت ہُوا۔ تو ہوا سے جو کی دو روٹیاں۔ آش کا ایک پیالہ۔ اور ایک کوزہ پانی کا اُترا۔ میں نے اور اس فقیر نے اکٹھا افطار کیا جب میں وہاں سے روانہ ہُوا۔ تو اُس نے دو سیب مصلّے تلے سے نکال مجھے دیئے۔ میں آداب بجالاکر واپس چلا آیا ❖

بعد ازاں زبانِ مبارک سے فرمایا۔ کہ سلوک میں چوتھا مرتبہ یہ ہے۔ کہ یہ بھی کبیرہ گُناہ ہے کہ جب اللہ تعالےٰ کا نام سُنے۔ یا کلام اللہ سُنے۔ تو اُس کا دل نرم نہ ہو۔ اور ہیبت الٰہی سے اس کا اعتقاد ایمان میں زیادہ نہ ہو۔ پس اگر عیاذاً باللہ ذکر الٰہی یا قرآن مجید سنتے وقت سُننے والوں کے دل نرم نہ ہوں۔ یا ان کا اعتقاد ایمان میں زیادہ نہ ہو۔ بلکہ ہنسی اور کھیل کود میں مشغول ہوں۔ تو گناہ کبیرہ ہے۔ جیسا خود اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے "اِنّما المؤمنون الّذین اذا ذکر اللّٰہ وجلت قلوبھم واذا تلیت علیھم اٰیاتہ زادتھم ایماناً وعلیٰ ربّھم یتوکّلون" ❖

امام زاہد تفسیر میں لکھتے ہیں۔ کہ اس آیت کے معنی یوں ہے۔ کہ حقیقت میں مومن وہ لوگ

ہیں ۔کہ جب اللہ تعالیٰ کا نام سُنتے ہیں ۔تو ان کا اعتقاد ایمان میں زیادہ ہوجاتا ہے ۔جس وقت ذکر الٰہی سُنتے ہیں ۔ یا کلام الٰہی ۔ اسوقت جو ہنستے ہیں ۔ وہ ضرور بالضرور منافق ہیں ۔

پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا ۔کہ ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ آدمیوں کو دیکھا ۔کہ ذکر خدا کرتے ہیں ۔مگر ہنسی اور کھیل کود میں مصروف ہیں ۔ اور ذکر سے ان کے دل نرم نہیں ہوتے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر فرمایا ۔ یہ منافقوں کا تیسرا گروہ ہے جن کا دِل کلام الٰہی سُنتے وقت نرم نہیں ہوتا ۔

پھر حکایت بیان فرمائی ۔ کہ ابراہیم خواص نے کچھ آدمیوں کو دیکھا ۔ جو ذاکر تھے ۔ اور بیٹھکر ذکر کر رہے تھے ۔ جونہی خواجہ صاحب نے اللہ تعالےٰ کا نام سُنا ۔ ایسا ذوق اور درد پیدا ہُوا ۔ کہ رقص کرنے لگے ۔ سات دن رات رقص کرتے رہے ۔ اور بیہوش رہے ۔ جسوقت ہوش میں آتے پھر خدا کا نام زبان پر لاتے ۔ پھر بیہوش ہوجاتے ۔ جب ہوش میں آئے ۔ تو تازہ وضو کرکے دوگانہ ادا کیا ۔ اور سر سجدہ میں رکھکر یا اللہ کہا ۔ اور جاں بحق ہوئے ۔ خواجہ صاحب نے یہ شعر پڑھا ؎

عاشق بہوائے دوست بیہوش بود وز یادِ محبِ خویش مدہوش بود
فردا کہ بحشر خلق حیراں باشند نامِ تو درونِ سینہ و گوش بود

بعد ازاں خواجہ صاحب نے یہ حکایت بیان فرمائی ۔ کہ ایک مرتبہ خواجہ یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں چند درویش صاحب جمال و نعمت دائرہ میں حاضر تھے ۔ اور میں بھی موجود تھا یہی شعر پڑھ رہے تھے ۔ میں اور وہ درویش اس شعر کے سُننے سے سات رات دن بیہوش رہے اور رقص کرتے رہے ۔ جب قوال اور شعر پڑھنا چاہتے ۔ تو ہم یہی کہلواتے ۔ ان درویشوں میں سے دو تو ایسے بے خبر ہوگئے ۔ کہ زمین پر گر پڑے ۔ اور درمیان سے غائب ہوگئے ۔ جب خواجہ صاحب نے ان فوائد کو ختم کیا ۔ تو تلاوت میں مشغول ہوئے ۔ الحمد للہ علیٰ ذالک ۔

مجلس ۵

سوموار کے روز قدمبوسی کی دولت نصیب ہوئی ۔ شیخ جلال الدین ۔ شیخ محمد اوحد چشتی ۔ اور دوسرے بزرگ حاضر خدمت تھے ۔ اور بات اس بارے میں ہورہی تھی ۔ کہ پانچ چیزوں کو دیکھنا عبادت میں داخل ہے ۔ بعد ازاں زبانِ مُبارک سے فرمایا ۔ کہ ان پانچ میں سے پہلی یہ ہے کہ اپنے والدین کے چہرے کو دیکھا جائے ۔ اسواسطے کہ حدیث میں ہے ۔ کہ جو فرزند دوستی خُدا سے والدین کا چہرہ دیکھتا ہے ۔ اس کے نامۂ اعمال میں ایک حج کا ثواب لکھا جاتا ہے ۔ بعد ازاں فرمایا ۔ کہ ایک فاسق اور بدکار جوان فوت ہوا ۔ تو اسے خواب میں دیکھا ۔ کہ حاجیوں کیساتھ

بہشت میں ٹہل رہا ہے۔ لوگوں کو تعجب ہوا۔ سبب دریافت کیا۔ کہا۔ میری بڑھیا ماں تھی جب میں گھر سے نکلتا۔ اُس کے قدموں پر سر رکھدیتا۔ ماں دعا دیتی۔ کہ اللہ تعالےٰ تجھے بخشے۔ اور حج کا ثواب تیرے نصیب کرے۔ اللہ تعالےٰ نے اُسکی دُعا قبول کرلی۔ اور مجھے بخشدیا۔ اب میں حاجیوں کے ساتھ بہشت میں ٹہل رہا ہوں۔ بعدازاں ایک اور حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک دفعہ جب خواجہ بایزید بسطامی علیہ الرحمتہ سے پوچھا۔ کہ یہ مرتبہ آپ کو کس طرح حاصل ہوا۔ تو فرمایا۔ کہ میں ابھی سات سال کا تھا۔ کہ مسجد میں اُستاد سے قرآن شریف پڑھنے جایا کرتا تھا۔ جب اس آیت پر پہنچا "بالوالدین احسانًا" تو اُستاد سے اسکا مطلب پوچھا۔ فرمایا۔ حکم الٰہی ہے کہ جس طرح میری خدمت بجالاتے ہو۔ والدین کی بھی واجبی خدمت بجالاؤ۔ اُستاد سے یہ سُنتے ہی بستہ بند کر گھر آیا۔ اور ماں کے قدموں پر سر رکھدیا۔ کہ اے ماں میں نے سُنا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ یوں فرماتا ہے۔ اللہ تعالےٰ سے میرے لئے کچھ مانگ۔ میں کما حقہ تیری خدمت بجالاؤں گا۔ جب والدین سے یہ درخواست کی۔ تو انہوں نے رحم کھاکر دوگانہ ادا کرنے کے بعد میرا ہاتھ پکڑ کر قبلہ رُخ ہوکر خدا تعالےٰ کو سونپا۔ یہ دولت مجھے وہاں سے نصیب ہوئی جس کا سبب والدہ کی دعا تھی۔ دوسرے یہ کہ ایک مرتبہ موسم سرما میں رات کے وقت میری ماں نے آدھی رات کو پانی مانگا۔ میں کوزہ بھر ہاتھ پر رکھ حاضر ہوا۔ لیکن والدہ سوگئیں۔ میں نے نہ جگایا۔ چنانچہ جب رات کے آخری حصے میں بیدار ہوئیں۔ تو مجھے کوزہ لئے کھڑا دیکھا۔ جب مجھ سے کوزہ لیا۔ تو سردی کے مارے میرا ہاتھ کوزے سے چپکا ہوا تھا۔ کوزے کے ساتھ ہی میرے ہاتھ کا چمڑا اکھڑ گیا۔ ماں نے ترس کھاکر میرا سر بغل میں لیا۔ اور چھاتی سے لگا بوسہ دیا۔ اور کہا۔ اے جان مادر! تو نے بڑی تکلیف اُٹھائی۔ یہ کہکر میرے حق میں دُعا کی۔ کہ اللہ تعالےٰ تجھے بخشے۔ میری ماں کی دعا قبول ہوئی۔ اور یہ سب دولت اُسی دُعا کی بدولت نصیب ہوئی۔

بعدازاں فرمایا۔ کہ دوسری بات قرآن شریف کو دیکھنا ہے۔ اِس واسطے کہ شرح اولیا میں مَیں نے لکھا دیکھا ہے۔ کہ جو شخص کلام اللہ کیطرف دیکھتا ہے یا پڑھتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اسے دو ثواب دو۔ ایک قرآن شریف پڑھنے کا۔ دوسرا قرآن شریف دیکھنے کا۔ اور ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں عطا ہوتی ہیں۔ اور دس بدیاں مٹائی جاتی ہیں۔ بعدازاں دعا گو نے التماس کی کہ مصحف مجید لشکر اور سفر میں ہمراہ لیجاسکتے ہیں۔ یا نہیں۔ فرمایا۔ اسلام کے شروع میں چونکہ کفار کا غلبہ تھا۔ اِسلئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قرآن شریف ہمراہ نہیں لیجایا کرتے تھے۔ کہ مبادا کفار کے ہاتھ آجائے۔ لیکن جب اسلام نے زور پکڑا۔ تو پھر ہمراہ لے جایا کرتے تھے۔

بعدازاں اسی موقعہ پر فرمایا۔ کہ سُلطان محمد غزنوی انار اللہ برہانہ کو وفات کے بعد خواب میں دیکھکر پوچھا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا۔ فرمایا۔ ایک رات میں ایک کے ہاں

مہمان تھا - ایک طاق میں قرآن شریف پڑا تھا۔ میں نے دل میں کہا۔ کہ قرآن شریف یہاں ہے میں کس طرح سوؤنگا۔ پھر کہا۔ کہ قرآن شریف کسی اور مکان میں رکھدیا جائے۔ پھر خیال آیا کہ اپنے آرام کی خاطر میں کیوں اسے باہر بھیجوں۔ سحت کے وقت اسی کے عوض بخشدیا گیا ✦

بعد ازاں زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جو شخص قرآن شریف کو دیکھتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے اسکی بینائی زیادہ ہو جاتی ہے۔ اور اسکی آنکھ کبھی نہیں دُکھتی۔ اور نہ خشک ہوتی ہے ✦ پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ ایک بزرگ سجادے پر بیٹھا ہُوا تھا۔ اور سامنے قرآن شریف رکھا تھا۔ ایک نابینے نے آکر التماس کی۔ کہ میں نے بہت سے علاج کئے۔ مگر آرام نہیں ہُوا۔ اب آپ کے پاس آیا ہوں تاکہ میری آنکھیں ٹھیک ہو جائیں۔ میں آپ سے فاتحہ کیلئے ملتجی ہوں۔ اس بزرگ نے قبلہ رُخ ہوکر فاتحہ پڑھا۔ اور قرآن شریف اُٹھا کر اُس کی دونوں آنکھوں پر ملا جس سے اُس کی آنکھیں چراغ کی طرح روشن ہو گئیں ✦

بعد ازاں فرمایا۔ کہ جامع الحکایات میں مَیں نے لکھا دیکھا ہے۔ کہ پہلے زمانہ میں ایک فاسق جوان تھا جس کی بدکاری سے مسلمانوں کو نفرت آتی تھی۔ بہتیرا اسے منع کرتے۔ لیکن ایک نہ سُنتا۔ الغرض جب مر گیا۔ تو اُسے خواب میں دیکھا۔ کہ سر پر تاج رکھے خرقہ پہنے فرشتوں کے ہمراہ بہشت میں جا رہا ہے۔ اس سے پوچھا۔ کہ تو تو بدکار تھا۔ یہ دولت کہاں سے نصیب ہوئی جواب دیا۔ کہ دُنیا میں مجھ سے ایک نیکی ہوئی۔ وہ یہ کہ جہاں کہیں قرآن شریف دیکھ لیتا۔ کھڑے ہو کر بڑی عزت کی نگاہوں سے اُسے دیکھتا۔ اللہ تعالےٰ نے اُسی کی بدولت مجھے بخشدیا اور یہ درجہ عنایت فرمایا ✦

بعد ازاں زبانِ مبارک سے فرمایا۔ کہ تیسرا مرتبہ یہ ہے۔ کہ اگر کوئی شخص علماء کی طرف دیکھے تو اللہ تعالےٰ ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے۔ جو قیامت تک اُس کے لئے بخشش مانگتا رہتا ہے ✦

بعد ازاں فرمایا۔ کہ جس دل میں علماء اور مشائخ کی محبت ہو۔ ہزار سال کی عبادت اُس کے نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہے۔ اگر اسی اثنا میں مر جائے۔ تو اسے علماء کا درجہ ملتا ہے۔ اور اس مقام کا نام علیین ہوتا ہے ✦

پھر فرمایا۔ کہ فتاویٰ ظہیریہ میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص علماء سے آمد و رفت رکھے۔ اور سات دن اُنکی خدمت کرے۔ اللہ تعالےٰ اُس کے سارے گناہ بخشدیتا ہے۔ اور سات ہزار سال کی نیکی اُس کے نامۂ اعمال میں لکھتا ہے۔ ایسی نیکی کہ دن کو روزہ رکھے۔ اور رات کھڑے ہو کر گذارے ✦

پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ پہلے زمانہ میں ایک آدمی تھا۔ جو علماء اور مشائخ کو دیکھکر

از روئے حسد منہ پھیر لیتا جب وہ مر گیا۔ تو قبر میں لوگوں نے اُس کا رُخ قبلہ کی طرف کرنا چاہا لیکن نہ ہوا۔ غیب سے آواز آئی۔ اسکو کیوں تکلیف دیتے ہو۔ اِس نے دُنیا میں علماء و مشائخ سے روگردانی کی ہے۔ اِسلئے ہم اپنی رحمت سے اسکا منہ پھیر دیتے ہیں۔ اور قیامت کے دن ریچھ کی صورت میں اسکا حشر کرینگے ✦

بعد ازاں فرمایا۔ کہ چوتھا مرتبہ خانہ کعبہ کا دیکھنا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جو شخص خانہ کعبہ کی زیارت کرے گا۔ عبادت میں داخل ہوگا۔ اس کی زیارت سے ہزار سال کی عبادت اور حج کا ثواب اُس کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا۔ اور اولیاء کا درجہ اسے نصیب ہوگا ✦

بعد ازاں فرمایا۔ کہ پانچواں مرتبہ اپنے پیر کو دیکھنا اور اُس کی خدمت کرنا ہے۔ مَیں نے "معرفۃ المریدین" میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ شیخ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص اپنے پیر کی خدمت کماحقہٗ ایک روز بجالائے۔ اللہ تعالےٰ بہشت میں مرواریدی ہزار محل اُسے عنایت کریگا۔ اور ہزار سال کی عبادت کا ثواب اُس کے نامۂ اعمال میں لکھا جائیگا ✦

بعد ازاں فرمایا۔ کہ مرید کو لازم ہے۔ کہ جو کچھ پیر کی زبان سے سُنے۔ اس پر بڑی کوشش سے عمل کرے۔ اور پیر کی خدمت بجالائے۔ اور حاضر خدمت رہے۔ اگر متواتر خدمت بجا نہ لاسکے تو کم از کم اس بات کی کوشش ضرور کرے ✦

بعد ازاں اسی موقعہ کے مناسب حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ کسی زاہد نے سو سال خدا کی اس طرح عبادت کی۔ کہ دن کو روزہ رکھتا۔ اور رات کو کھڑا رہتا۔ کوئی دم یادِ الٰہی سے غافل نہ رہتا۔ جو اس کے پاس آتا۔ اسے وہ نصیحت کرتا۔ آنے جانے والے کو کہتا۔ کہ قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ جلشانہ فرماتا ہے "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ" یعنی اے بندو! تمہیں صرف عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ نہ کہ کھانے پینے اور غافل رہنے کے لئے پس اے مسلمانو! تمہیں واجب ہے۔ کہ کسی کام میں دست اندازی نہ کریں۔ مگر عبادت اور طاعت الٰہی میں۔ الغرض جب زاہد فوت ہوا۔ تو اُسے خواب میں دیکھکر پوچھا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے تم سے کیا برتاؤ کیا۔ کہا مجھے بخشدیا۔ پوچھا کس عمل کے بدلے۔ جواب دیا۔ میں دن رات بیدار رہتا۔ اور کسی وقت آرام نہ لیتا۔ لیکن یہ عمل خدا نے پسند نہ فرمایا۔ بلکہ میری بخشش کا سبب یہ تھا کہ میں اپنے پیر کی خدمت کیا کرتا تھا۔ اس لئے حکم ہوا۔ کہ چونکہ تم نے اپنے پیر کی خدمت میں کوتاہی نہیں کی۔ اِسلئے ہم نے تجھے بخشدیا ✦

بعد ازاں خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ قیامت کے دن صدیق۔ اولیا اور مشائخ

وغیرہ کو ایسی حالت میں مبعوث کرینگے۔ کہ اُنکے کندھوں پر گودڑی ہونگی۔ اور ہر گودڑی میں لاکھوں دھاگے ہونگے۔ ان کے مُرید اور فرزند آکر ان دھاگوں میں لٹک جائینگے۔ اور ایک ایک ایک دھاگا مضبوط پکڑینگے۔ جب خلقِ خدا حشر قیامت سے فارغ ہوجائیگی۔ تو اللہ تعالےٰ انہیں قوت عنایت کریگا۔ اور وہ پلصراط کے قریب پہنچ جائینگے۔ اس گودڑی کے وسیلے مرید وفرزند تیس ہزار سالہ راہ اور قیامت کے عذابوں سے بآسانی گذر کر بہشت میں جا پہنچینگے مجال نہیں کہ انہیں سختی لاحق ہو۔ جب خواجہ صاحب یہ فوائد ختم کر چکے۔ تو خلقت اور دُعاگو واپس چلے آئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک +

مجلس ۶

جمعرات کے روز قدمبوسی کی دولت نصیب ہُوئی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کی قدرت کے بارے میں بات شروع ہوئی۔ شیخ برہان الدین چشتی اور شیخ محمد صفاہانی اور اور درویش بغداد کی جامع مسجد میں حاضر خدمت تھے۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ایسی چیزیں بھی پیدا کی ہیں۔ اگر انسان غور کرے۔ تو ایک پل میں دیوانہ ہو جائے +

بعدازاں فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے آرزو کی کہ اصحاب کہف کو دیکھیں۔ حکم ہوا۔ کہ میں نے کہدیا ہے۔ کہ تو دُنیا میں انہیں نہیں دیکھ سکیگا۔ البتہ آخرت میں دکھادوں گا۔ اگر انہیں اپنے دین میں لانا چاہتا ہے۔ تو میں لاسکتا ہوں +

بعدازاں فرمایا۔ کہ اپنے یاروں کو اس گودڑی پر بٹھا۔ گودڑی یاروں کو لیکر اصحاب کہف کی غار کے دروازے پہنچی۔ یاروں نے اصحاب کہف کو سلام کیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ کیا اور اُنھوں نے سلام کا جواب کہا۔ پھر یاروں نے دین نبوی ؐ اُنکے پیش کیا۔ جو انہوں نے قبول کیا +

پھر خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ کونسی چیز ہے جو اللہ تعالےٰ کی قدرت میں نہیں مرد کو چاہئیے کہ اُسکے احکام کے بجالانے میں کمی نہ کرے۔ پھر جو کچھ چاہیگا ملجائیگا۔ پھر آبدیدہ ہوکر فرمایا کہ ایک مرتبہ میں اپنے خواجہ شیخ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اور اور درویش بھی بیٹھے تھے۔ اور بات متقدمین کے مجاہدے کے بارے میں ہو رہی تھی۔ کہ اتنے میں ایک بوڑھا نہایت لاغر عصا ہاتھ میں لئے ہُوئے آیا۔ اور سلام کیا۔ سلام کا جواب دیکر شیخ عثمان ہارونی نے بڑی بشاشت سے اُٹھ کر اسے اپنے پاس جگہ دی۔ اس بوڑھے نے بیان کیا۔ کہ تیس سال سے میرا لڑکا مجھ سے جدا ہے اسکے درد فراق سے میری حالت یہ ہوگئی ہے۔

مجھے اُسکے مرنے جینے کی کوئی اطلاع نہیں۔ اب میں خواجہ صاحب کی خدمت میں آیا ہوں۔ کہ میرے لڑکے کے صحیح وسلامت آنے کی بابت دعا کریں۔ شیخ صاحب نے یہ سنتے ہی مراقبہ کیا۔ پھر سر اُٹھاکر حاضرین کو فرمایا۔ کہ دُعا کرو لڑکا صحیح وسلامت آجائے۔ جب دعا ختم کی۔ تو فرمایا جا بُوڑھے۔ ایک لحظہ بعد اپنے لڑکے کو ہمارے پاس لے آنا۔ جب بوڑھے نے سُنا۔ تو آداب بجا لاکر روانہ ہُوا۔ راستے میں اُسے مبارک باد ملی۔ کہ تیرا لڑکا آگیا ہے۔ گھر جاکر لڑکے کو دیکھا۔ اور ملاقات کی۔ بُوڑھے کی کمزور آنکھیں لڑکے کو دیکھ کر پھر روشن ہوگئیں۔ پچھلے پاؤں لڑکے کو خواجہ صاحب کی خدمت میں لایا اور قدمبوسی کرائی۔ خواجہ صاحب نے لڑکے کو پاس بلا کر پوچھا کہ تو کہاں تھا۔ اُس نے کہا۔ میں عین سمندر کے بیچ دیووں کی قید میں تھا۔ آج بھی اسی مقام پر بیٹھا تھا۔ کہ ایک درویش نے جو آپ کا ہمشکل تھا۔ آکر زنجیر توڑ ڈالے۔ اور میری گردن مضبوط پکڑکر فرمایا۔ کہ میرے پاؤں پر پاؤں رکھ اور آنکھ بند کر۔ پھر فرمایا کہ آنکھ کھول۔ جب کھولی تو اپنے تئیں گھر کے دروازے پر پایا۔ یہ بات کہہ کر اور کچھ عرض کرنا چاہا۔ لیکن خواجہ صاحب نے روک دیا۔ اس بوڑھے نے خواجہ صاحب کے قدموں پر سر رکھدیا۔ کہ دیکھو مردانِ خدا باوجود اس قدرت کے اپنے تئیں پوشیدہ رکھتے ہیں +

پھر فرمایا۔ کہ کعب الاحبار سے روایت میں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا فرشتہ پیدا کیا ہے۔ کہ اسکی بزرگی اور ہیبت کو خدا ہی جانتا ہے۔ اس کا نام ہابیل ہے۔ اس فرشتے نے دونو ہاتھ پھیلا رکھے ہیں۔ ایک مشرق میں اور دوسرا مغرب میں۔ اور لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کی تسبیح پڑھتا ہے۔ اور روشنی کا موکل ہے۔ مشرق والے ہاتھ سے روشنی دیتا ہے اور مغرب والے ہاتھ سے تاریکی۔ اگر روشنی کو ہاتھ سے چھوڑ دے تو سارا جہان روشن ہو جائے۔ اور جب کبھی رات نہ آئے۔ اگر تاریکی کو ہاتھ سے چھوڑ دے تو سارا جہان تاریک ہو جائے اور کبھی دن نہ ہوسے۔ نیز ایک تختی لٹکی ہوئی ہے۔ جس پر سیاہ سفید لکیریں کھینچی ہوئی ہیں۔ وہ دیکھ کر کبھی زیادہ کرتا ہے اور کبھی کم۔ جب زیادہ کرتا ہے تو روشنی ہو جاتی ہے۔ اور جب کم کرتا ہے تو تاریکی چھا جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ کبھی دن بڑے ہو جاتے ہیں اور کبھی راتیں۔ خواجہ صاحب جب یہ فوائد ختم کر چکے۔ تو زار زار روئے۔ اور عالم سکر میں فرمایا۔ کہ اس راہ میں اللہ تعالیٰ کے ایسے مرد بھی ہیں۔ کہ جو معاملہ جہان میں گذرتا ہے اور عجائبات قدرت سے جو وقوع میں آتا ہے وہ سب انکی پیش نظر ہے۔ اور اسے دیکھتے ہیں۔ اور بندگان خدا کے روبرو وہ معاملہ پیش کرتے ہیں +

بعد ازاں اسی موقع پر فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور فرشتہ اس قدر ہیئت والا بنایا ہے۔

کہ اس کا ایک ہاتھ آسمان میں ہے۔ اور دوسرا زمین میں۔ آسمان والے ہاتھ سے ہوا کو نگاہ رکھتا ہے اور زمین والے ہاتھ سے پانی کو۔ اگر پانی کو ہاتھ سے چھوڑ دے تو سارا جہان غرق ہو جائے۔ اگر ہوا کو چھوڑ دے۔ تو جہان تہ و بالا ہو جائے۔

بعد ازاں اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے کوہ قاف پیدا کیا ہے۔ جو اتنا بڑا ہے۔ کہ تمام دنیا کے گرد پھیلا ہوا ہے۔ اور دنیا و مافیہا اسکے اندر ہے۔ قرآن شریف میں لکھا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی تفسیر یوں بیان فرمائی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے۔ جو اس پہاڑ پر بیٹھا ہے۔ اسکی تسبیح یہ ہے۔ " لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس کا نام فرتائیل ہے۔ اور اس پہاڑ کا متوکل ہے۔ کبھی وہ ہاتھ بند کرتا ہے کبھی کھولتا ہے۔ زمین کی رگیں اسی کے ہاتھ دے رکھی ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ زمین کو تنگ کرنا چاہتا ہے۔ تو فرشتے کو رگیں کھینچنے کا حکم دیتا ہے۔ جس سے چشمے خشک ہو جاتے ہیں۔ اور نباتات نہیں اگتی۔ جب فراخ سالی کرنا چاہے۔ تو رگیں کھولنے کا حکم دیتا ہے۔ جب خلقت کو ڈرانا چاہتا ہے۔ تو رگوں کے ہلانے کا حکم دیتا ہے۔ جسے زلزلہ کہتے ہیں۔ پس جب حکم ہوتا ہے۔ تو زمین ہلتی ہے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ میں نے شیخ الاسلام خواجہ عثمان ہارونی اور شیخ سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہم کی زبانی سنا ہے۔ کہ اسرار العارفین میں یوں لکھا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس پہاڑ کو دنیا سے کئی گنا بڑا بنایا ہے چنانچہ اس پہاڑ پیچھے چالیس اور جہان ہیں۔ ہر جہان میں اس کے چارسو حصے ہیں۔ ہر ایک حصہ اس دنیا سے چار گنا ہے۔ اس پہاڑ پیچھے کوئی تاریکی نہیں اور نہ ہی وہاں رات ہوتی ہے۔ وہاں کی زمین سونے کی ہے۔ اور وہاں کے رہنے والے فرشتے ہیں۔ ان چالیس جہانوں کو نہ آدمی جانتے ہیں۔ نہ شیطان۔ نہ بہشت۔ نہ دوزخ جس روز سے اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا کیا ہے۔ سارے فرشتے " لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کہتے ہیں۔ ان چالیس کے پیچھے حجاب ہیں۔ اور ان کے پیچھے اور حجاب ہیں۔ جنکی بڑائی اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ یہ پہاڑ ایک گائے کے سر پر رکھا ہے جس کی بڑائی تیس ہزار سال کی راہ کے برابر ہے۔ گائے کھڑی ہوئی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتی ہے۔ اس کا سر مشرق میں اور اس کی دم مغرب میں ہے۔

بعد ازاں شیخ عثمان ہارونی رح نے قسم کھائی۔ کہ جس روز میں نے یہ حکایت شیخ مودود چشتی سے سنی۔ تو آپ نے مراقبہ کیا۔ ایک درویش حاضر خدمت تھا۔ دونوں غائب ہو گئے۔ پھر آ موجود

ہوئے۔ اس درویش نے قسم کھا کر کہا کہ میں اور شیخ مودود چشتی دونو اس پہاڑ کے پاس تھے۔ اور چالیس جہاں جو خواجہ صاحب نے بیان کئے ہیں سو انمیں ان میں ذرہ بھر فرق نہیں۔ ٹھیک اسی طرح ہیں۔ جیسا کہ خواجہ صاحب نے بیان کئے ہیں۔ اس مکاشفہ کا سبب یہ تھا کہ مجھے شک ہوا۔ آپ نے دوران حکایت میں اس شک کو معلوم کر لیا۔ اس وقت شیخ الاسلام خواجہ معین الحق والدین ادام اللہ تقواہ نے فرمایا۔ کہ درویش میں ایسی ہی قوت باطنی ہونی چاہیے۔ کہ اگر سننے والا حکایت اولیاء میں شک کرے۔ تو اسے وہ دکھاویں۔ اور کرامت کی قوت سے اسے قائل کریں +

پھر اسی موقع کے مناسب فرمایا۔ کہ ایک دفعہ میں سمرقند کی طرف مسافر تھا امام ابواللیث کے محل کے قریب ایک بزرگ مسجد تیار کرا رہا تھا۔ ایک دانشمند کھڑا کہتا تھا۔ کہ محراب اس طرف رکھو۔ کیونکہ کعبہ اس طرف ہے۔ میں نے کہا کہ اس طرف نہیں بلکہ اس طرف ہے۔ جدھر میں کہتا ہوں بہتیرا میں نے کہا لیکن اس نے نہ مانا۔ میں نے اس کی گردن پکڑ کر کہا کہ دیکھو جدھر میں کہتا ہوں ادھر ہی کعبہ ہے نہ جب اس نے نظر اٹھائی۔ تو کعبہ دکھائی دیا +

بعد ازاں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا سانپ پیدا کیا ہے۔ کہ جس روز دوزخ پیدا کیا۔ اس سانپ کو کہا۔ کہ اے سانپ! یہ امانت میں تیرے حوالے کرتا ہوں۔ عرض کی میں فرمانبردار ہوں۔ آواز آئی۔ منہ کھول۔ منہ کھولا۔ تو اللہ تعالےٰ نے فرشتوں کو حکم دیا۔ کہ دوزخ اس کے منہ میں رکھ دو۔ جب رکھا گیا تو حکم ہوا۔ کہ منہ بند کر لے۔ اب دوزخ اس سانپ کے منہ میں ہے اور ساتویں زمین کے نیچے ہے۔ پس اگر دوزخ اس سانپ کے منہ میں نہ ہوتا تو سارا جہان جل جاتا اور ہلاک ہو جاتا +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ جب قیامت ہوگی۔ تو اللہ تعالےٰ فرشتوں کو حکم دے گا۔ کہ اس کے منہ سے دوزخ نکال لاؤ۔ دوزخ کے ہزار زنجیریں ہوں گی۔ اور ہر زنجیر میں ہزار فرشتہ لٹکا ہوگا۔ وہ فرشتے اس قدر بڑے ہونگے۔ کہ اگر اللہ تعالےٰ حکم کرے۔ تو ایک فرشتہ تمام مخلوقات کو ایک نوالہ بنا کر نگل جاوے۔ پھر دوزخ تپایا جائیگا۔ جب ایک پھونک لگائیںگے۔ تو قیامت برپا ہوگی۔ جب خواجہ صاحب نے یہ فوائد ختم کئے۔ تو فرمایا کہ جو شخص اس عذاب سے بچنا چاہے وہ فرمانبرداری کرے۔ کیونکہ خدا کے نزدیک اس طاعت سے بڑھ کر اور کوئی طاعت نہیں۔ میں نے عرض کی۔ وہ کونسی طاعت ہے۔ فرمایا۔ عاجزوں کی فریادرسی۔ اور حاجتمندوں کی حاجت روائی۔ اور بھوکوں کو کھانا کھلانا۔ ان سے بڑھ کر کوئی نیک کام نہیں ہے۔ جب خواجہ صاحب ختم کر چکے۔ تو خلقت اور میں واپس چلے آئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک +

مجلس

بدھ کے روز قدمبوسی کا شرف حاصل ہوا۔ چند حاجی بھی آئے ہوئے تھے۔ اور بات فاتحہ کے بارے میں ہو رہی تھی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ مشائخ طبقات کے آثار میں میں نے لکھا دیکھا ہے۔ کہ فاتحہ کو حاجت برآری کے لئے بکثرت پڑھنا چاہئے۔ حدیث میں ہے۔ کہ جسے کوئی مشکل کام پیش آئے۔ وہ حسب ذیل طریق سے سورۃ فاتحہ پڑھے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط۔ الحمد للہ یعنی رحیم کے میم الحمد کے لام سے ملائے۔ اور آمین کے وقت تین مرتبہ آمین کہے۔ اللہ تعالےٰ اس مشکل کو حل کر دیگا ۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے۔ اور یار آنحضرت کے گرداگرد بیٹھے تھے۔ فرمایا کہ مجھے اللہ تعالےٰ نے بہت سی کرامتیں عنایت فرمائی ہیں۔ جو کہ مجھ سے پہلے کسی پیغمبر پر نہیں ہوئیں۔ پھر فرمایا۔ کہ میں بیٹھا تھا۔ کہ مہتر جبرائیل علیہ السلام نے آکر کہا۔ کہ حکم الہی ہے۔ کہ میں نے تیرے پاس جو کتاب بھیجی ہے۔ اس میں ایک ایسی سورت ہے کہ اگر وہ توریت میں ہوتی۔ تو موسےٰ علیہ السلام کی امت سے کوئی شخص یہود نہ ہوتا۔ اگر انجیل میں ہوتی۔ تو کوئی عیسائی بت پرست نہ ہوتا۔ اگر زبور میں ہوتی۔ تو کوئی شخص داؤد علیہ السلام کی امت سے منحنی نہ بنتا۔ اس واسطے بھیجی گئی ہے۔ تاکہ اس کی برکت کے بعد تیری امت اللہ تعالےٰ سے مدد حاصل کرے۔ اور قیامت کے دن دوزخ کے خوف و عذاب سے خلاصی پاوے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ وہ کون سی سورت ہے۔ فرمایا۔ کہ وہ سورۃ فاتحہ ہے۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے کہا۔ مجھے اس خدا کی قسم۔ جس نے آپ کو پیغمبر بنا کر بھیجا۔ اگر روئے زمین کے دریا سیاہی اور تمام درخت قلم بن جاویں۔ اور ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں کاغذ ہو جائیں۔ اور ابتدائے عالم سے لے کر ہر ایک فرشتے اور آدمی اس کے فضائل لکھتے رہیں۔ تو اسکی ایک فضیلت بھی نہ لکھ سکیں ۔

بعد ازاں خواجہ صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ سورۃ فاتحہ تمام دردوں اور بیماریوں کے لئے شفا ہے۔ جو بیماری کسی علاج سے درست نہ ہو۔ وہ صبح کی نماز کے فرضوں اور سنتوں کے درمیان اکتالیس مرتبہ مع بسم اللہ سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کرنے سے دور ہو جاتی ہے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ حدیث میں ہے۔ "الفاتحۃ شفاء من کل داءٍ" یعنی سورۃ فاتحہ ہر درد کی دوا ہے ۔

بعد ازاں فرمایا۔ ایک مرتبہ ہارون الرشید نور اللہ مرقدہ کو سخت بیماری لاحق تھی۔ فرمایا

دو سال سے زیادہ تک رہی جب علاج سے عاجز رہا۔ تو زبیر کو خواجہ فضیل عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا کہ میں زحمت سے تنگ آگیا ہوں۔ کسی علاج سے افاقہ نہیں ہوا۔ الغرض چونکہ شفا کا وقت پہنچ چکا تھا۔ خواجہ فضیل عیاض فوراً اٹھ کر ہارون رشید کے پاس آئے۔ اور اپنا دست مبارک اُس کے بدن پر پھیر کر اکتالیس مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کیا۔ ابھی اچھی طرح دم نہ کیا تھا۔ کہ اسے صحت حاصل ہو گئی +

پھر اسی موقع کے مناسب فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ ایک بیمار کے اوپر سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کیا۔ اس وقت اسے صحت ہو گئی۔ ایک اور آدمی اس کی بیمار پرسی کے لئے آیا۔ اور پوچھا کہ کیا حالت ہے۔ کس طرح صحت ہوئی۔ کہا۔ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ آئے تھے۔ اور سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا تھا۔ جس سے مجھے صحت حاصل ہوئی۔ ابھی بات ختم کرنے پایا تھا۔ کہ پھر وہی بیماری لاحق ہوئی۔ جس سے وہ مر گیا۔ اس کا سبب بد اعتقادی اس کی تھی۔ آدمی کو ہر بات میں صدق سے کام لینا چاہیئے۔ اور نیک عقیدہ رکھنا چاہیئے۔ اگر بغیر فاتحہ بھی ہاتھ پھیرے۔ تو بھی شفا ہو جاتی ہے۔ سورہ فاتحہ تمام دردوں کی دوا ہے +

بعد ازاں زبانِ مبارک سے فرمایا۔ کہ تفسیر میں لکھا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اور اور سورتوں کا ایک ایک نام رکھا ہے۔ اور سورہ فاتحہ کے سات نام ہیں فاتحۃ الکتاب سبع المثانی ام الکتاب۔ ام القرآن۔ سورہ مغفرت۔ سورہ رحمت۔ اور سورۃ الکنز۔ لکھا ہے۔ اس سورت میں سات حرف بالکل نہیں آئے۔ اول ث۔ کیونکہ یہ ثبور کا پہلا حرف ہے اور فاتحہ کے پڑھنے والے کو ثبور سے کچھ واسطہ نہیں۔ دوئم جیم جہنم کا پہلا حرف ہے۔ اس سے بھی پڑھنے والے کو کچھ سروکار نہیں تیسرے ز جو زقوم کا پہلا حرف ہے۔ اور الحمد کے پڑھنے والے کو زقوم سے کچھ واسطہ نہیں۔ چوتھے ش شقاوت کا پہلا حرف ہے۔ جس سے سورہ فاتحہ کے پڑھنے والے کو کچھ تعلق نہیں ہے۔ پانچویں ظ۔ جو ظلمت کا پہلا حرف ہے۔ الحمد پڑھنے والے کو ظلمت سے بھی کچھ واسطہ نہیں۔ چھٹے ف۔ فراق کا پہلا حرف ہے جس سے الحمد پڑھنے والے کو کچھ سروکار نہیں۔ ساتویں خ خواری کا پہلا حرف ہے۔ الحمد کے پڑھنے والے کو خواری سے بھی کچھ تعلق نہیں۔ اس سورت اس صورت میں سات آیتیں ہیں۔ امام ناصر لیثی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ کہ اس سورت میں سات آیتیں ہیں۔ اور خدا نے انسان کے اس میں بھی ہفت اندام پیدا کئے ہیں۔ جو شخص اس کو پڑھتا ہے وہ ساتوں دوزخوں سے محفوظ رہتا ہے +

پھر فرمایا۔ کہ مشائخ طبقات اور اہلِ سلوک لکھتے ہیں۔ کہ اس سورۃ میں ایک سو چوبیس حرف اور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر گذرے ہیں۔ اس سورۃ کے ہر حرف کے بدلے ہزار پیغمبر کا ثواب

ہے۔ جو ملتا ہے۔

پھر فرمایا۔ الحمد کے پانچ حرف ہیں۔ حق تعالےٰ نے پانچ وقت کی نماز فرمائی ہے۔ جو شخص اسے پڑھتا ہے۔ تو جو نقص اس نے پانچوں نمازوں میں کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول کر لیتا ہے۔

پھر فرمایا۔ اللہ میں تین حرف ہیں۔ اگر پانچ الحمد کے ملاؤ۔ تو کل آٹھ ہو جاتے ہیں۔ اس کے پڑھنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ بہشت کے آٹھوں دروازے کھول دیتا ہے۔ تاکہ جس دروازے سے اس کی مرضی ہو۔ داخل ہووے۔ رب العالمین میں دس حرف ہوتے ہیں۔ دس اور آٹھ ملکر اٹھارہ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اٹھارہ ہزار عالم پیدا کئے۔ جو شخص یہ اٹھارہ حرف پڑھتا ہے۔ اسے اٹھارہ ہزار عالم کا ثواب ملتا ہے۔ الرحمٰن میں چھ حرف ہیں۔ چھ اور اٹھارہ مل کر چوبیس ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے دن رات کے چوبیس گھنٹے بنائے۔ جو بندہ ان چوبیس حروف کو پڑھتا ہے۔ وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے۔ گویا کہ آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ الرحیم کے چھ حرف ہیں۔ چھ اور چوبیس مل کر تیس ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پلصراط بمقدار تیس ہزار سالہ راہ بنایا ہے۔ جو بندہ ان تیس حرفوں کو پڑھتا ہے۔ وہ پلصراط سے بجلی کی طرح گذر جاتا ہے۔ مالک یوم الدین میں بارہ حرف ہیں۔ بارہ اور تیس ملاکر بیالیس حرف ہوئے۔ اللہ تعالےٰ نے سال کے بارہ مہینے پیدا کئے۔ جو شخص ان بارہ حرفوں کو پڑھتا ہے اس کے بارہ مہینوں کے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ ایاک نعبد میں آٹھ حرف ہیں۔ آٹھ اور بیالیس پچاس ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے روز قیامت جو پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا۔ پیدا کیا ہے۔ جو بندہ ان پچاس حروف کو پڑھتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس سے صدیقوں کا سا معاملہ کرتا ہے۔ اور وایاک نستعین میں گیارہ حرف ہیں۔ گیارہ اور پچاس مل کر اکسٹھ ہوئے۔ اللہ تعالےٰ نے زمین اور آسمان میں اکسٹھ دریا پیدا کئے ہیں۔ جو شخص ان اکسٹھ حروف کو پڑھتا ہے۔ تو ساٹھوں دریاؤں کے قطروں کے موافق نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہیں۔ اور اسیقدر بدیاں اس کے نامۂ اعمال سے مٹائی جاتی ہیں۔ اھدنا الصراط المستقیم میں انیس حرف ہیں۔ انیس اور اکسٹھ اسّی ہوتے ہیں۔ جو دنیا میں شراب پیتا ہے۔ اُسے اسّی درے لگانے کا حکم ہے۔ اسکے پڑھنے والے کو اسی دُرّے معاف کرتا ہے۔ انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین امین میں چوالیس حرف ہیں۔ چوالیس اور اسی ملاکر ایک سو چوبیس ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ایک سو چوبیس ہزار پیغمبر پیدا کئے۔ جو ان ایک سو چوبیس حروف کو پڑھتا ہے۔ اسے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر کا ثواب ملتا ہے۔

بعد ازاں اسی موقعہ کے مناسب فرمایا کہ ایک مرتبہ میں شیخ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ

نیز فرمایا۔ کہ سلوک کی بابت لکھا ہے۔ کہ ایک مرتبہ خواجہ جنید بغدادی علیہ الرحمتہ سے پوچھا گیا۔ کہ آپ دیدار کیوں نہیں چاہتے ؟ اگر چاہو۔ تو ضرور ملجائے۔ فرمایا میں ایک چیز نہیں چاہتا۔ وہ یہ ہے۔ جو موسیٰ علیہ السلام نے مانگی۔ اور اسے نصیب نہ ہوئی۔ لیکن رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو بے مانگے ملی۔ پس بندے کو خواہش سے کیا واسطہ۔ اگر وہ اس کے لائق ہوگا۔ تو خود ہی حجاب اٹھا دینگے۔ اور تجلی ہو جائیگی۔ پس کیا ضرورت ہے کہ ہم خواہش کریں ٭

بعد ازاں عشق کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا۔ کہ عاشق کا دل محبت کا آتشکدہ ہے۔ جو اس میں جلے۔ اسے جلا دیتا ہے۔ اور ناچیز کر دیتا ہے۔ کیونکہ عشق کی آگ سے بڑھکر کوئی آگ تیز نہیں ٭

بعد ازاں فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ جب خواجہ بایزید بسطامی علیہ الرحمتہ مقام قرب میں پہنچے۔ تو غیب سے آواز آئی۔ کہ اے بایزید! آج تیری درخواست اور ہماری بخشش کا وقت ہے۔ جو چاہتا ہے مانگ۔ ہم دینگے۔ خواجہ صاحب نے سر بسجود ہو کر عرض کی۔ کہ بندے کو خواہش سے کیا واسطہ۔ جو کچھ بادشاہ سے عطا ہوگا۔ اسی پر راضی ہے۔ آواز آئی۔ اے بایزید! ہم نے تجھے آخرت دی۔ عرض کی۔ وہ دوستان الہٰی کا قیدخانہ ہے۔ پھر آواز آئی۔ اے بایزید! بہشت۔ دوزخ۔ عرش۔ کرسی اور جو ہماری ملکیت ہے سب کچھ تجھے دیا۔ عرض کی نہیں۔ آواز آئی۔ کہ پھر تیرا مطلب کیا ہے عرض کی۔ پروردگار! تجھے خود معلوم ہے۔ آواز آئی۔ اے بایزید! کیا تو ہمیں طلب کرتا ہے اگر میں تیری طلب کروں۔ تو پھر کیا کرے۔ یہ آواز سنتے ہی عرض کی۔ کہ مجھے تیری قسم اگر تو مجھے طلب کرے۔ تو قیامت کے دن جب میرا حشر ہو۔ تو دوزخ کے پاس کھڑے ہو کر ایک ہی آہ سے دوزخ کی آگ کو نابود کردوں۔ کیونکہ محبت کی آگ کے مقابلے میں دوزخ کی آگ کی کچھ حقیقت نہیں۔ جب یہ قسم کھائی۔ تو آواز آئی۔ اے بایزید! جو کچھ تو چاہتا تھا۔ وہ تجھے مل گیا ٭

پھر اسی موقعہ کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ رابعہ بصری رحمہا ایک رات عشق کے شوق و اشتیاق کی وجہ سے "الحریق الحریق" پکارتی تھی۔ اہل بصرہ یہ فریاد سنکر باہر نکلے۔ تاکہ آگ بجھائیں۔ ان میں ایک شخص واصل خدا تھا۔ اس نے کہا۔ کیسے بیوقوف ہیں۔ جو رابعہ کی آگ بجھانے آئے ہیں۔ اس کے تو سینے میں عشق کی آگ بھڑکی ہوئی ہے۔ یہ وصال دوست کے سوا نہیں بجھیگی ٭

پھر فرمایا۔ کہ منصور حلاج رح سے پوچھا گیا۔ کہ دوست کے عشق میں کمالیت کس بات کا نام ہے ؟ فرمایا جب معشوق سیاست کرنا چاہے۔ اور عاشق کا سر کاٹنا چاہے تو چون وچرا نہ کرے

اور رضا نے معشوق میں کمر بستہ رہے - اور اس کے مشاہدہ میں ایسا مستغرق رہے - کہ اسے بند ھنے کھلنے کی ذرہ بھر خبر نہ ہو - پھر خواجہ معین الدین ادام اللہ تقواہٗ نے آبدیدہ ہو کر یہ شعر پڑھا ؎

خوبرویاں چوں بندہ گیرند   عاشقاں پیش شاں چنیں میرند

بعد ازاں اسی موقعہ کے مناسب فرمایا - کہ بغداد میں ایک عاشق کو ہزار کوڑا لگایا گیا - نہ تو اُس نے ہاتھ اُٹھایا - اور نہ اُس کے پاؤں نے لغزش کھائی - ایک واصل نے اُس سے پوچھا - کیا حالت ہے ؟ کہا - میرا معشوق میرے سامنے تھا - اُس کے مشاہدہ کی قوت سے مجھے ذرا تکلیف نہیں ہوئی - بلکہ خبر بھی نہیں ٭

امام محمد غزالی رہ فرماتے ہیں - کہ ایک مرتبہ بغداد میں کسی عیار کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے - تو وہ ہنستا تھا - ایک نے اُس سے ہنسی کا سبب پوچھا - کہا میرا محبوب میری آنکھوں کے سامنے ہے - اس کی قوت مشاہدہ کے باعث مجھے اس درد کی خبر ہی نہیں - میں ایسا مستغرق تھا - کہ مجھے ہاتھ پاؤں کٹنے کی خبر ہی نہیں - خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر یہ شعر پڑھا ؎

او بر سر قتل و من در دِ حیرانم   کاں راندن تیغش چہ نکو مے آید

بعد ازاں اہل سلوک اور عارفوں کے احوال کی بابت گفتگو شروع ہوئی - تو زبانِ مبارک سے فرمایا - کہ ایک مرتبہ خواجہ بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ سے مناجات کے وقت یہ الفاظ نکلے - کیف السلوک علیک - آواز آئی - اے بایزید ! طلق نفسک ثلث وقل ھو اللہ - یعنے پہلے اپنے نفس کو تین طلاق دے اور پھر ہماری بات کر ٭

بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا - کہ جب تک آدمی راہ سلوک میں پہلے دُنیا و مافیہا اور پھر اپنے نفس نہ چھوڑ دے - وہ اہلِ سلوک میں داخل ہی نہیں ہو سکتا - اور نہ ان میں کا ہوتا ہے پس اگر اس کی یہ حالت نہ ہو - تو سمجھو کہ جھوٹا ہے ٭

بعد ازاں فرمایا - کہ ایک بزرگ طریقت نے جو اہل عشق تھا - ایک مرتبہ مناجات میں کہا کہ تُو تو مجھ سے ستر سال کا حساب پوچھیگا - لیکن میں تو ستر ہزار سال کا پوچھونگا - کیونکہ ستر اسّی ہزار سال کا عرصہ ہوا ہے - کہ تُو نے الستُ بربکم کہکر سارے جہان میں شور برپا کر دیا - یہ شور جو زمین و آسمان میں برپا ہے - سب الست کے شوق کی وجہ سے ہے - جونہی اس بزرگ نے یہ بات کہی - آواز آئی سکہ جواب سُن - تیری آرزو تجھے نا جائیگی - یعنی میں تیرے وجود کو ذرہ ذرہ کر کے ہر ذرے کو دیدار دکھاؤنگا - اور کہونگا یہ ہیں ستر ہزار سال - اور باقی الگ رکھدونگا ٭

پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا - کہ ایک عارف ہر روز یہی بات کہا کرتا تھا - کہ ہر ایک شخص کسی چیز کی طرف مائل ہوتا ہے - لیکن میں کسی چیز کی طرف مائل نہیں ہوتا - پس ایک

مرتبہ بھی میں نے فدا نہ کیا۔ خواہ ساتوں زمینیں درہم برہم ہو جائیں۔ میں کبھی اپنے لئے نہ طلب کرونگا پھر غلبات شوق میں کہا۔ کہ اس نے مجھے دیکھنا چاہا۔ لیکن ہم نے اُسے دیکھنا نہ چاہا یعنی بندے کو مراد اور خواہش سے کیا کام ❖

ایک مرتبہ ایک بزرگ نے بیان کیا۔ کہ ہم نے سہل سے منہ پھیر لیا۔ اور جب بارگاہ میں گئے۔ تو اُنہیں اپنے سے پہلے موجود پایا۔ جو کچھ ہم چاہتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے عنایت کاملہ سے پہلے ہی ہمیں پہنچا دیا ❖

پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ ایک بزرگ یہ فرماتا تھا۔ کہ جب سانپ کی طرح کینچلی سے نکلا اور نگاہ کی۔ تو عاشق معشوق اور عشق تینوں کو ایک ہی پایا۔ یعنی عالم توحید میں ایک ہی ہے اسی واسطے تو نے ایک ہی دیکھا ❖

بعد ازاں فرمایا۔ کہ جب عارف کا حال کامل ہو جاتا ہے۔ تو لاکھوں مقام سے باہر نکلتا ہے۔ اور اپنا کام ترقی پر دیکھتا ہے۔ اگر اس مقام سے نہ نکلے۔ تو اسی مقام میں حیران رہجاتا ہے یعنی ابھی کنارے پر ہے۔ اسے راہ ہی معلوم نہیں۔ اسواسطے زیادہ تر ضائع ہی رہتا ہے ❖

پھر فرمایا۔ کہ خواجہ بایزید بسطامی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔ کہ تیس سال سے حق میں تھا۔ اب میں نے اپنا آئینہ دیدیا۔ یعنی جو کچھ میں نے دیکھا تھا۔ وہ نہ رہا۔ اور شرکت وغیرہ اور تکبر و خودی بالکل اُٹھ گئی۔ لیکن چونکہ میں نہیں رہا ہوں۔ اسلئے حق تعالےٰ ہی اپنا آئینہ ہے۔ اور جو کچھ میں کہتا ہوں وہ اپنا آئینہ ہے یعنی حق تعالےٰ میری زبان سے کہتا ہے۔ اور میرا بیچ میں کچھ دخل نہیں ❖

بعد ازاں فرمایا۔ کہ بایزید بسطامی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔ کہ میں اس درگاہ میں کئی سال مجاور رہا۔ آخر سوائے حسرت کے کچھ نصیب نہیں ہوا۔ جب میں بارگاہ میں آیا۔ تو کوئی تکلیف نہ تھی اہلِ دُنیا دُنیا میں اور اہلِ آخرت آخرت میں مشغول تھے۔ مدعی دعوے میں اور اہلِ تقوےٰ تقوے میں۔ بعض کھانے پینے میں۔ بعض سماع و رقص میں مشغول تھے۔ اور بعض بادشاہ کے پاس تھے۔ جو دریائے عجز میں غرق تھے ❖

بعد ازاں یہ حکایت بیان فرمائی۔ مدت کا ذکر ہے۔ کہ میں خانہ کعبہ کے گرد پھرتا تھا۔ لیکن اب خانہ کعبہ میرے گرد پھرتا ہے ❖

پھر فرمایا۔ جب میں خدا رسیدہ ہُوا۔ تو ایک رات عشق میں میں اپنے دل کو طلب کر رہا تھا۔ صبح کیوقت آواز آئی۔ اے بایزید! کیا تو ہمارے سوا اور کچھ طلب کرتا ہے تجھے دل سے کیا سروکار ❖

بعد ازاں اسی موقعہ پہ فرمایا۔ کہ عارف وہ شخص ہے۔ کہ خواہ کہیں ہو اور خواہ کچھ طلب کرے

اُسی کے پاس آئے جس سے بات کہے ۔ جواب اُسی سے سُنے ۔ اس راہ میں وہ عارف نہیں ۔ جو اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور چیز کے درپے ہو ✦

بعد ازاں فرمایا ۔ کہ عارفوں کا ایک درجہ اس قسم کا ہوتا ہے ۔ کہ جب اس درجہ پر پہنچتے ہیں تو دُنیا وما فیہا اپنی انگلیوں میں دیکھتے ہیں ۔ چنانچہ بایزید رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا ۔ کہ آپ نے طریقت میں کہانتک ترقی کی ہے ۔ فرمایا ۔ یہانتک کہ جب میں اپنی دونوں انگلیوں کے درمیان نگاہ کرتا ہوں ۔ تو اس میں تمام دُنیا وما فیہا دکھائی دیتا ہے ✦

پھر فرمایا ۔ کہ مرید کو طاعت میں مزہ آتا ہے ۔ اُسے طاعت میں اسوقت مزہ آتا ہے جب اسے طاعت میں خوشی وخورمی حاصل ہوتی ہے ۔ اس خوشی سے اسے حجاب بھی قریب ہو جاتا ہے ✦

بعد ازاں فرمایا کہ عارف کا سب سے کمتر درجہ یہ ہے ۔ کہ صفات حق اُسمیں پائی جاتی ہوں ۔

پھر فرمایا ۔ کہ ایک مرتبہ رابعہ بصری نے شوق کے غلبہ میں کہا ۔ اے پروردگار ! اگر خلقت کے بدلے مجھے آگ میں جلایا جائے ۔ اور میں صبر کروں ۔ تو چونکہ مجھے محبت کا دعوےٰ ہے اسلئے میں نے گویا کچھ نہیں کیا ۔ اگر میرے گناہ ساری خلقت کے عوض بخشدے تو چونکہ اُسکی رحمت ، مہربانی اور عنایت ہے ۔ ابھی بہت کام نہیں کیا ✦

پھر فرمایا ۔ اہل سلوک کے مذہب میں کسی پر تعجب کرنا بھی ایک گناہ ہے ۔ پھر فرمایا کہ گناہ سے بھی بدتر ۔ کیونکہ گناہ سے ایک مرتبہ توبہ کیجاتی ہے ۔ اور طاعت سے ہزار مرتبہ ۔ یعنی خود پسندی بڑا سخت گناہ ہے ✦

پھر فرمایا ۔ کہ محبت حق میں عارف کا کمال درجہ یہ ہے ۔ کہ پہلے خود دلی نور دکھائے اور پھر اگر کوئی شخص اس کے پاس دعوےٰ کر کے آئے ۔ تو اسے بزور کرامت قائل کرے ✦

پھر فرمایا ۔ کہ ایک مرتبہ شیخ اوحد کرمانی اور شیخ عثمان ہارونی کے ہمراہ مدینے کی طرف سفر کر رہا تھا ۔ جب ہم دمشق شہر میں پہنچے ۔ تو وہاں پر مسجد کے سامنے بارہ ہزار انبیاء کے روضے دیکھے ۔ جہاں پر لوگوں کی حاجتیں پوری ہوتی ہیں ۔ ہم نے انبیاء کی زیارت کی ۔ اور وہاں کے بزرگوں کو دریافت کیا ۔ چنانچہ ایک روز میں شیخ اوحد کرمانی رحہ اور شیخ عثمان ہارونی رحہ نے ایک بزرگ اور واصل حق درویش محمد عارف نامی کو دمشق کی مسجد میں دیکھا ۔ چند اور درویش اس کے پاس بیٹھے تھے ۔ اور بات اس بارے میں ہو رہی تھی ۔ کہ جو شخص کسی چیز کا دعوےٰ کرے جب تک وہ لوگوں میں اس کا اظہار نہ کرے ۔ وہ کب معلوم کر سکتے ہیں ۔ الغرض ایک آدمی محمد عارف سے بحث کر رہا تھا ۔ اور محمد عارف کہتا تھا ۔ کہ قیامت کے دن درویشوں سے معافی مانگی جائیگی ۔ اور دولتمندوں سے حساب کتاب لیا جائیگا ۔ اس شخص کو یہ ناگوار گذرا ۔ پوچھا

کہ کس کتاب میں لکھا ہے۔ خواجہ محمد عارف کو کتاب کا نام یاد نہ تھا۔ کچھ دیر مراقبہ کر کے نام بتایا اس شخص نے کہا۔ جب تک مجھے نہ دکھلاؤ گے میں نہیں مانوں گا۔ سر اٹھا کر کہا کہ جو بندگانِ خدا کو صحیفہ دکھایا ہے۔ اس مرد کے سامنے رکھ تاکہ دیکھ لے۔ فرشتوں کو حکم ہوا۔ کہ وہ کتاب جس میں یہ بات لکھی ہوئی تھی اسے اٹھائیں۔ اس نے اُٹھ کر اقرار کیا۔ اور قدموں میں گر پڑا اور کہا۔ دیکھو یہ ہیں خدا کے مرد +

بعدازاں گفتگو اس بارے میں شروع ہوئی۔ کہ جو شخص اس مجلس میں ہے وہ اپنی کرامت دکھائے۔ یہ سنتے ہی خواجہ عثمان ہارونی فوراً مصلے کے نیچے ہاتھ ڈالا۔ اور مٹھی بھر اشرفیاں نکال لائے۔ ایک درویش موجود تھا۔ اسے دیکر فرمایا۔ کہ درویشوں کے لئے حلوا لے آ۔ جب یہ کرامت دکھائی۔ تو شیخ اوحد نے پاس پڑی ہوئی لکڑی پر ہاتھ مارا۔ حکم الٰہی سے وہ لکڑی سونے کی بن گئی۔ پیچھے رہ گیا میں۔ میں اپنے پیر کے ادب کی وجہ سے کوئی بات ظاہر نہیں کر سکتا تھا۔ شیخ عثمان ہارونی رحمۃ نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ تم کیوں نہیں کچھ کہتے۔ وہاں پر ایک بھوکا درویش تھا۔ جو شرم کے مارے سوال نہیں کرتا تھا۔ میں نے گوڈری میں سے جو کی چار روٹیاں نکال اسے دے دیں۔ اس درویش اور خواجہ محمد عارف نے فرمایا۔ کہ درویش میں جب تک اتنی قوت نہ ہو اسے درویش نہیں کہتے +

پھر فرمایا۔ ایک بزرگ کہا کرتا تھا۔ کہ جب سے میں نے دنیا کو دشمن قرار دیا۔ میں خلقت کے نزدیک نہیں گیا۔ خدا کو خلقت پر ترجیح دی۔ اور مجھ پر محبت نے اسقدر غلبہ کیا۔ کہ میں اپنے وجود کو بھی دشمن سمجھنے لگا۔ اور زندگی اور موت کو درمیان سے اُٹھا دیا۔ صرف حقتعالیٰ کی بقا اور اُنس کو چاہتا تھا +

بعدازاں فرمایا۔ کہ سلوک کے بارے میں لکھا ہے۔ کہ قیامت کے دن جب خاص قسم کے عاشقوں کو بہشت میں لیجانے کا حکم ہوگا۔ تو وہ کہیں گے۔ کہ ہم بہشت کو کیا کریں۔ بہشت اسے دے۔ جس نے بہشت کے لالچ پر تیری پرستش کی۔ پھر خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ جب اپنی رضا کسی شخص کو دی جائے۔ تو پھر وہ بہشت کو کیا کرے۔ پھر یہ اشارہ فرمایا۔ اگر تم سے ہو سکے۔ تو پہلے بقا حاصل کرو۔ اگر نہیں کر سکتے تو صلاحیت اور زہد تو ایک ہوا کی طرح ہے۔ جو تم پر چلتی ہے +

پھر خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ اس راہ میں بہت سے مردوں کو عاجز اور عاجزوں کو مرد بنادیا ہے +

پھر اسی بارے میں فرمایا۔ کہ گناہ تمہیں اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ جتنا مسلمان بھائی کو خوار کرنا اور اس کی بے عزتی کرنا +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ ایک درویش از حد بزرگ اور واصل تھا۔ وہ کہا کرتا تھا۔ کہ اہل دنیا۔ دُنیا کی راہ میں معذور ہیں۔ اور اہل آخرت حق کی دوستی کے سرور میں خوش ہیں۔ اور اہلِ معرفت نور علے نور ہیں۔ یہ ایک بھید ہے۔ جسے اہل سلوک ہی جانتے ہیں۔ اہل معرفت کی عبادت پاس انفاس ہے +

پھر فرمایا۔ کہ جب عارف خاموش ہوتا ہے۔ تو اس سے یہ مطلب ہوتا ہے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے باتیں کرتا ہے۔ اور جب آنکھیں بند کرتا ہے یعنی سوتا ہے۔ تو اس واسطے سر نہیں اُٹھاتا۔ کہ شاید اسرافیل کرنا نہ پھونک دے +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ خواجہ ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ حق تعالےٰ کی شناخت کی علامت یہ ہے۔ کہ خاموش رہے اور خلقت سے دور بھاگے +

پھر اسی موقع کے مناسب فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ شاہ شجاع کرمانی رح سے پوچھا۔ کہ کے سال سے شناخت حاصل ہوئی۔ فرمایا۔ جب سے شناخت حاصل ہوئی۔ خلقت سے بھاگنے لگا +

بعد ازاں فرمایا۔ جس نے خدا کو پہچان لیا۔ اگر وہ خلق سے دُور نہ بھاگے۔ تو سمجھ لو۔ کہ اس میں کوئی نعمت نہیں۔ پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ عارف وہ شخص ہوتا ہے۔ کہ جو کچھ اُسکے اندر ہو۔ وہ دل سے نکال دے۔ تاکہ اپنے دوست کی طرح یگانہ ہو جائے پھر اللہ تعالےٰ اس سے کوئی چیز ہٹا نہیں رکھیگا۔ نہ وہ دونوں جہان کی پرواہ کریگا +

پھر زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ عارف کا کمال اس میں ہے۔ کہ اپنے تئیں راہ خدا میں جلد دے۔ بعد ازاں فرمایا۔ اگر قیامت کے دن بہشت میں کوئی چیز پہنچائیگی۔ تو زہد نہ کہ علم +

پھر فرمایا۔ کہ عارف خواہ معرفت کی بابت کتنا ہی بیان کرے اور دوست کی گلی میں پھرے جب تک معارف یاد نہ کرے۔ تب تک عارف ہو ہی نہیں سکتا +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ اہل محبت کی فریاد بوجہ شوق و اشتیاق اس وقت تک رہتی ہے جب تک کہ وہ دوست سے مل نہ جائیں۔ اس واسطے کہ عاشق اسی وقت تک واویلا کرتا ہے جب تک معشوق سے اُسکا وصال نہ ہو۔ جب معشوق کو دیکھ لیتا ہے تو گفتگو بیچ سے اُٹھ جاتی ہے +

پھر زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ ندیوں میں بہتا ہُوا پانی شور کرتا ہے۔ لیکن جب سمندر میں جا گرتا ہے۔ تو پھر آواز بس ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جب عاشق معشوق کا وصال ہو جاتا ہے۔ تو عاشق واویلا نہیں کرتا +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ میں نے شیخ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کی زبانی سے سُنا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے ایسے دوست بھی ہیں۔ کہ اگر دُنیا میں وہ ان سے ایک دم حجاب میں رہے۔ تو نابود ہو جائیں

اور عبادت نہ کرسکیں +

بعدازاں اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ خواجہ عبداللہ حنیف بھول کر دنیا کے کام میں مشغول ہوئے - یاد آیا کہ یہ تو دوست کے خلاف ہے ۔ قسم کھائی ۔ کہ جب تک زندہ رہونگا دنیاوی کام میں مشغول نہیں ہونگا ۔ چنانچہ اس کے بعد پچاس سال تک زندہ رہے ۔ لیکن آپ کو کسی دُنیاوی کام میں مشغول نہ پایا ۔ پھر بایزید بسطامی علیہ الرحمتہ کے ولولۂ عشق کی بابت فرمایا کہ آپ ہر صبح نماز سے فارغ ہوکر ایک پاؤں پر کھڑے ہوکر فریاد کیا کرتے تھے ۔ ایک روز یہ آواز سنی ۔ کہ "یوم تبدل الارض" یعنی اسوقت وصال ہوگا ۔ جب یہ زمینیں لپیٹ لیجائینگی اور اور زمینیں پیدا کی جائینگی +

پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا ۔ کہ ایک مرتبہ خواجہ بایزید بسطامی علیہ الرحمتہ بسطام کے جنگل میں نکلے ۔ اور عالم شوق و اشتیاق پر بڑ کر یہ فریاد کرتے تھے ۔ کہ جتنا میں جنگل دیکھتا ہوں اسی قدر مجھے دکھائی دیتا ہے ۔ کہ یہاں عشق برسا ہوا ہے ۔ یہاں سے پاؤں نکالنا چاہتا ہوں لیکن نہیں نکل سکتا +

پھر فرمایا ۔ کہ محبت کی راہ ایسی راہ ہے ۔ کہ جو شخص عشق کی راہ میں پڑتا ہے ۔ اُسکا نام و نشان نہیں ملتا +

اسی موقعہ پر فرمایا ۔ کہ اہلِ عرفان یادِ الٰہی کے سوا اور کوئی بات زبان سے نہیں نکالتے ۔ پھر فرمایا ۔ کہ عارف سے ادنےٰ سے ادنےٰ بات یہ ظاہر ہوتی ہے ۔ کہ وہ مُلک و مال سے بیزار ہوجاتا ہے +

پھر آبدیدہ ہوکر فرمایا ۔ کہ حق تو یہ ہے ۔ کہ وہ اُسکی دوستی میں اگر دونوں جہان بھی خرچ کردیں تو بھی تھوڑا ہے +

پھر فرمایا ۔ کہ اہل محبت اگرچہ محبت میں مجبور ہیں ۔ لیکن کام ایسے لوگوں کا سا کرتے ہیں ۔ جو سوئے ہوئے ہیں ۔ اگر جاگیں ۔ تو مطلوب کے طالب ہیں ۔ اور اپنے دوست کی طلبگاری سے فارغ ہیں ۔ مشاہدہ معشوق میں مشغول ہیں ۔ معشوق ایسا ہے ۔ جو خود عاشق کو دیکھنے کے لئے بیٹھتا ہے محبت کی راہ میں مطیع کام سے نکلتے ہیں +

پھر فرمایا ۔ کہ خواجہ سنون محب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔ کہ جب اولیاء کے دل خود اس بات میں مطیع ہیں ۔ کہ اس کی معرفت اور محبت کا بوجھ نہیں اُٹھا سکینگے ۔ اسلئے عبادت میں مشغول ہیں پس خاص بوجھ نہیں اُٹھا سکتے ۔ کیونکہ مجاہدہ و ریاضت سے ملال ہوتا ہے +

بعدازاں فرمایا ۔ کہ عارف وہ شخص ہوتا ہے ۔ جو اس بات کی کوشش کرے کہ دم باندھ

میں لائے۔ دم وہ ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کا ذکر کرے۔ اور اپنی ساری عمر اس ایک دم کے بدلے خرچ کردے۔ اگر ایسے دم کو آسمانوں اور زمینوں میں سالہا سال بھی ڈھونڈے۔ تو بھی نہ پا سکے +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ میں نے اپنے پیر شیخ عثمان ہارونی کی زبانی سنا ہے۔ کہ اگر کسی شخص میں تین خصلتیں پائی جائیں۔ تو سمجھ لو۔ کہ اللہ تعالےٰ اُسے دوست رکھتا ہے۔ سخاوت اور شفقت اور تواضع۔ سخاوت دریا کی سی۔ شفقت آفتاب کی سی۔ اور تواضع زمین کی سی +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ حاجی لوگ تو قالب کو لیکر خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں۔ اور پھر بھی اُنہیں مشاہدہ حاصل نہیں ہوتا۔ مگر اہل محبت اور عاشق لوگ دل سے حجاب عظمت کے عرش کا طواف کرتے ہیں۔ اگر اس کے سوا کسی اور چیز کو دیکھ پاتے ہیں۔ تو فریاد کرتے ہیں۔ وہ صرف اسی کے مشاہدہ کو پسند کرتے ہیں +

پھر فرمایا۔ کہ اہل سلوک میں محبت ایک ایسا علم ہے۔ کہ لاکھوں علما اس کے سمجھنے کی خواہش کرتے ہیں۔ لیکن ذرہ بھی سمجھ میں نہیں آتا۔ اور زہد میں ایسی طاعت ہے جسکی زاہدوں کو خبر نہیں۔ اور اس سے غافل ہیں۔ وہ ایک بھید ہے۔ جو دونوں جہان سے باہر ہے۔ اور جسے اہل محبت اور اہل عشق کے سوا کوئی نہیں جانتا +

پھر فرمایا۔ کہ اسے وہی شخص جانتا ہے۔ جو ان دونوں جہان میں ثابت ہوتا ہے۔ جو اسے جانتا ہے وہ ہرگز اسے نہیں دیکھتا۔ اس کے بعد دعوٰے کرنا چھوڑ دیتا ہے تاکہ اسے رنج میں رکھے +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ جو عشق و محبت میں گفتگو اور حرکت و مشغلہ ہے۔ یہ اس وقت تک ہے۔ جب تک باہر ہیں۔ جب اندر آجاتے ہیں۔ تو پھر آرام خاموشی اور سکونت حاصل ہوتی ہے۔ گویا وہ فریاد اور شور نہیں ہوتا +

پھر فرمایا۔ کہ یہ دلیری اتنی نہیں۔ کہ خواجہ دوست کی درگاہ سے عاری ہے۔ اور اپنے آپ پر عاشق ہے۔ جب حضوری حاصل ہوتی ہے۔ تو پھر فریاد و گفتگو نہیں رہتی۔ جب خواجہ صاحب یہ فوائد ختم کرچکے۔ تو دعا گو اور خلقت واپس چلے آئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک +

مجلس ۱۰

جمعرات کے روز قدمبوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ بہت سے بزرگ اور اصحاب سلوک حاضر تھے۔ اور بات نیک صحبت کے بارے میں ہو رہی تھی۔ آپ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ

حدیث میں آیا ہے۔ الصّحبۃ مؤثرۃ یعنی صُحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ اگر کوئی بُرا شخص نیکوں کی صُحبت اختیار کرے۔ تو امید ہے۔ کہ وہ نیک ہو جائے۔ اور اگر نیک شخص بدوں کی صُحبت میں بیٹھے۔ تو بد ہو جائیگا۔ کیونکہ جس کسی نے کچھ حاصِل کیا صُحبت سے حاصِل کیا۔ اور جو نعمت حاصِل ہوئی۔ وہ نیکوں سے ہوئی ✤

پھر فرمایا۔ کہ اگر کوئی بُرا شخص کچھ عرصہ نیکوں کی صُحبت میں رہے۔ تو ضرور اُن کی صُحبت کا اثر اُسمیں ہو جائیگا۔ اور وہ نیک بنجائیگا۔ اور اگر نیک شخص بدوں کی صُحبت میں بیٹھے۔ تو اُنکی صُحبت کا اثر اسے بدکر دیگا ✤

پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ سلوک میں آیا ہے۔ کہ نیکوں کی صُحبت نیک کام سے بہتر ہے۔ اور بُروں کی صُحبت بدکام سے بُری ہے ✤

پھر فرمایا۔ کہ جب خلافت حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ کو ملی۔ تو اسوقت عراق کا بادشاہ لڑائی میں گرفتار ہو کر آپ کے پاس آیا۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تو مسلمان ہو جائیگا۔ تو تجھے عراق کا بادشاہ کر دیا جائیگا۔ اُس نے انکار کیا۔ پھر فرمایا۔ "امّا ان الاسلام و امّا انّ السّیف" یعنے یا تو اسلام اختیار کرو۔ ورنہ قتل کیا جائیگا۔ اُس نے پھر بھی انکار کیا۔ فرمایا "تلوار لاؤ۔" وہ بادشاہ نہایت عقلمند تھا۔ جب یہ حالت دیکھی۔ تو آپ سے مخاطب ہو کر کہا۔ میں پیاسا ہوں مجھے پانی پلاؤ۔ حُکم دیا۔ کہ اسے شیشے کے برتن میں پانی پلاؤ۔ اُس نے کہا میں اس برتن میں نہیں پینا چاہتا۔ فرمایا۔ چونکہ بادشاہ ہے۔ اس کے لئے سونے یا چاندی کا برتن لاؤ۔ کہا میں مٹی کے برتن میں پیونگا۔ جب پانی منگا کر اسے دیا گیا۔ تو کہا۔ کہ مجھ سے عہد کرو۔ کہ جب تک یہ پانی نہ پیوں مجھے قتل نہ کرنا۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا۔ میں نے اقرار کیا۔ کہ جب تک تو یہ پانی نہیں پیئیگا۔ میں قتل نہ کرونگا۔ بادشاہ نے فوراً کوزہ زمین پر دے مارا۔ کوزہ ٹوٹ گیا۔ اور پانی گر گیا۔ پھر کہا۔ کہ آپ نے مجھ سے وعدہ کرایا ہے۔ کہ جب تک میں یہ پانی نہ پیوں۔ قتل نہ کیا جاؤں۔ آپ اُس کی دانائی سے متعجب ہوئے۔ فرمایا۔ تجھے معاف کیا۔ پھر اسے ایک صالح اور زاہد شخص کے سپرد کیا۔ جب کچھ مُدت اس صالح شخص کی صُحبت میں رہا۔ تو اُس کی صُحبت نے اُس میں اثر کیا۔ آپ کی طرف پیغام بھیجا۔ کہ مجھے اپنے پاس بلاؤ۔ تاکہ اسلام قبول کرلوں۔ جب اسلام قبول کیا۔ تو حضرت عمر رضہ نے فرمایا۔ کہ اب ہم نے عراق کی حکومت تجھے دی۔ جواب دیا۔ مجھے ملک درکار نہیں۔ بلکہ ملک عراق کا کوئی ویران سا گاؤں دو۔ جو میری وجہ معاش کے لئے کافی ہو۔ آپ نے منظور فرما کر اپنے آدمیوں کو عراق میں بھیجا۔ آخر بڑی تفتیش کے بعد بھی کوئی ویران گاؤں نظر نہ آیا۔ جب بادشاہ کو کہا گیا۔ تو اُس نے کہا۔ میرا

اس سے یہ مطلب ہے۔ کہ میں نے ملک عراق ایسی حالت میں دیا ہے۔ کہ اس میں ایک گاؤں بھی غیر آباد نہیں۔ اگر اس کے بعد کوئی گاؤں ویران ہوگا۔ تو اس کا جواب قیامت کے دن اللہ تعالٰے کے روبرو آپ کو دینا ہوگا۔ نہ کہ مجھے۔ پھر آبدیدہ ہوکر فرمایا۔ کہ وہ بادشاہ کیسا ہی عقلمند اور دانا تھا۔

پھر فرمایا۔ کہ میں نے شیخ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنا ہے۔ کہ لوگ اسوقت اسم فقر کے مستحق ہوتے ہیں جبکہ انکے بائیں طرف کا فرشتہ آٹھ سال تک کچھ نہ لکھے۔

پھر فرمایا کہ اللہ تعالٰے کے عارف ایسے بھی ہوتے ہیں۔ کہ اللہ تعالٰے سے کچھ نہیں لیتے۔ پھر فرمایا۔ کہ جس عارف میں تقوٰے ہے۔ وہ گداگری کر کے محض حرام کھاتا ہے۔ پھر فرمایا ایک روز میں نے خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا۔ کہ طریقت محبت کے پیر سے پوچھا گیا۔ کہ محبت کا ثمرہ کیا ہے۔ فرمایا محبت کا ثمرہ یہ ہے۔ کہ حق تعالٰے سے سرور اور اشتیاق اسقدر ظاہر ہو۔ جتنا اسے اپنے سے روا رکھے۔ لیکن جسے خود اللہ تعالٰے دوست رکھتا ہے۔ بہشت بھی اس کے لقا کا خواہشمند ہوتا ہے۔

پھر خواجہ معین الدین ادام اللہ تقواہٗ نے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ اہل محبت اور اہل سلوک اس بات میں ملتے جلتے ہیں۔ کہ دونوں مطیع ہوتے ہیں۔ اس ڈر کے مارے کہ کہیں دُور نہ کردیئے جائیں۔

پھر فرمایا۔ کہ میں نے کتاب محبت میں اپنے اُستاد مولانا شرف الدین رح جو صاحب شرع اسلام تھے۔ کے ہاتھ کا لکھا دیکھا ہے۔ کہ ایک مرتبہ خواجہ شبلی رح سے پوچھا گیا۔ کہ باوجود اسقدر طاعت اور ریاضت کے جو تو کرتا ہے۔ اور آگے بھیج چکا ہے۔ اسقدر کیوں ڈرتا ہے۔ فرمایا۔ دو چیزوں کے خوف سے۔ اوّل یہ کہ کہیں یہ نہ کہدے۔ کہ تو میرے لائق نہیں۔ اور مجھے اپنی درگاہ سے دُور کردے۔ دوسرے اگر موت کے وقت ایمان سلامت لیجاؤنگا۔ تو سمجھوں گا۔ کہ میں نے کچھ کام کیا ہے۔ ورنہ سمجھوں گا۔ کہ سارے اعمال اور طاعت ضائع گئے۔

بعد ازاں فرمایا کہ ایک مرتبہ خواجہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے محبت کے بارے میں سوال کیا۔ کہ بدبختی کی کیا علامت ہے؟ فرمایا۔ یہ کہ نافرمانی کرے۔ اور قبولیت کی امید رکھے۔ پھر پوچھا عارفوں میں اصلی بات کونسی ہوتی ہے؟ فرمایا۔ ہمیشہ خاموش رہنا۔ اور غم و اندوہ میں رہنا۔ کیونکہ اسی سے عارفوں کی فضیلت ہوتی ہے۔

پھر فرمایا۔ جہان میں سب سے عزیز تین چیزیں ہیں۔ اوّل عالم جو اپنے علم سے بات کہے۔

دوسرا غیر طمع شخص - تیسرا وہ عارف جو ہمیشہ دوست کی صفت کرے +

پھر فرمایا - کہ ایک مرتبہ خواجہ ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ گکری مسجد میں معہ اصحاب طریقت بیٹھے تھے - اور بات محبت کے بارے میں ہو رہی تھی - ایک صوفی نے سوال کیا - کہ صوفی اور عارف کسے کہتے ہیں - خواجہ صاحب نے فرمایا - کہ صوفی اور عارف وہ ہیں - جن کے دل کدورت بشریت سے آزاد ہوں - اور دنیا اور جب اوصاف سے صاف - جب ان میں یہ اوصاف پائے جائینگے - تو وہ اعلیٰ درجہ پائینگے - اور تمام مخلوقات کے ہرگز پردہ کھلا ٹینگے - اور غیر دوست سے دور بھاگیں گے - پھر وہ مالک ہو جائینگے نہ کہ مملوک +

پھر فرمایا - کہ تصوف رسوم ہے نہ کہ علوم اور یہ اہل محبت کے انفاس میں ہوتی ہے مشائخ - طبقات کا اخلاق ہی ہے - کہ "تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ" اس واسطے کہ خلق سے باہر نکلنا نہ رسوم سے حاصل ہوتا ہے - اور نہ علوم سے +

پھر فرمایا - کہ عارف دنیا کا دشمن ہوتا ہے - اور مولیٰ کا دوست - چونکہ وہ دنیا سے بیزار ہوتا ہے - اور غل وغش اور حسد وغیرہ کی اُسے خبر نہیں ہوتی +

بعد ازاں پوچھا - کہ عارف کیوں زیادہ روتے رہتے ہیں - فرمایا - ہاں اس وقت تک رونا رہتا ہے - جب تک راہ میں ہوتا ہے - لیکن جب حقائق قرب کو پہنچ جاتا ہے - اور اسے وصال حاصل ہوتا ہے - رونا بس ہو جاتا ہے - پھر فرمایا - اللہ تعالیٰ کے ایسے عاشق بھی ہیں - جنہیں اللہ تعالیٰ کی دوستی نے خاموش کر رکھا ہے - کہ انہیں عالم موجودات کی کسی چیز کی خبر نہیں +

بعد ازاں فرمایا - کہ جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی دوستی قرار پکڑتی ہے - اسے واجب ہے - کہ دونوں جہان کو غیر دیکھے - اگر ایسا نہ کرے تو عاشق صادق نہیں +

پھر فرمایا - ایک مرتبہ داؤد طائی رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھا - کہ آنکھیں بند کئے ہوئے حجرہ سے باہر آئے - ایک درویش حاضر خدمت تھا - اس نے پوچھا - کہ اس کا کیا باعث ہے - فرمایا پینتالیس سال سے میں نے آنکھیں بند کی ہوئی ہیں - تا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہ دیکھوں اس واسطے کہ یہ محبت نہیں - کہ دوستی تو اللہ تعالیٰ سے کروں - اور دیکھوں غیر کی طرف +

بعد ازاں فرمایا - کہ ایک بزرگ سے میں نے سنا ہے - کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیگا - اولیاء کے اعمال کا مطالعہ کرو - ان کے انکار کا سبب یہ ہوگا - کہ اسے اختیار کئے پیچھے غیر کے دخل کو روا رکھا - اولیاء وہ ہیں - جنہیں کسی کام میں اسکے سوا چین ہی نہیں آتا +

بعدازاں فرمایا۔ کہ خواجہ ابوسعید ابوالخیر فرمایا کرتے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اپنا دوست بنانا چاہتا ہے تو اپنی محبت اس پر غالب کرتا ہے۔ دوسری مرتبہ جب آدمی کی یہ حالت ہوتی ہے۔ تو دوست اسے فردانیت کی سرائے میں لاتا ہے تاکہ باقی رہے +

پھر فرمایا۔ کہ جب عارف حقتعالیٰ کیطرف رجوع کرتا ہے۔ اور اس سے تعلق ہو جاتا ہے تو منزل قرب میں ساکن ہو جاتا ہے۔ بعدازاں جب اس سے پوچھا جاتا ہے کہ تو کہاں تھا۔ اور کیا چاہتا ہے۔ تو اسکے سوا اور کوئی جواب نہیں دیتا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ +

اسی موقع کے مناسب فرمایا۔ کہ اگر اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ، کی بابت پوچھیں۔ کہ کیا ہے؟ تو کہنا چاہئے۔ کہ جب عارف کی نگاہ عالم وحدانیت اور جلال ربوبیت پر پڑتی ہے تو نابینا ہو جاتا ہے۔ تاکہ غیر کی طرف دیکھ نہ سکے +

پھر فرمایا۔ ایک مرتبہ بخارا میں بطور مسافر وارد تھا۔ وہاں پر ایک شخص کو دیکھا۔ جو ازحد یاد الٰہی میں مشغول تھا۔ لیکن نابینا تھا۔ میں نے پوچھا کب سے نابینا ہوئے ہو۔ فرمایا جب میرا کام کمالیت کو پہنچ گیا۔ اور وحدانیت اور جلال اور عظمت پر نگاہ پڑنی شروع ہوئی۔ تو ایک روز بیٹھے بیٹھے میری نگاہ غیر پر جا پڑی۔ غیب سے آواز آئی۔ اے مدعی! دعوے تو ہماری محبت کا کرے۔ اور دیکھے غیر کی طرف۔ جب یہ آواز سنی۔ تو ایسا شرمندہ ہوا کہ بات نہیں ہو سکتی تھی بارگاہ الٰہی میں دعا کی۔ کہ جو آنکھ دوست کے سوا کسی غیر کو دیکھے۔ وہ اندھی ہو جائے۔ ابھی یہ بات اچھی طرح نہ کہنے پایا تھا۔ کہ دونوں آنکھوں سے اندھا ہو گیا +

پھر فرمایا۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ اور فرمایا کہ نماز ادا کرے یعنے قیام کرے۔ دل صحبت میں لگا اور جان نے منزل قرب میں آرام کیا۔ اور سر وصل کو پہنچا۔ آدمیوں کے پیدا کرنے میں یہی مصلحت تھی +

پھر فرمایا۔ کہ ایک بزرگ صاحب طریقت جب سر سجدے میں رکھتا۔ تو یہ دعا کرتا۔ کہ قیامت کے دن مجھے نابینا اٹھا۔ سبب پوچھا۔ تو کہا۔ کہ جو شخص دوست کو دیکھتا ہے مناسب نہیں کہ قیامت کے دن غیر کو دیکھے +

بعدازاں درویشی کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا۔ کہ درویشی اس بات کا نام ہے۔ کہ جو آئے اسے محروم نہ کیا جائے۔ اگر بھوکا ہے۔ تو کھانا کھلایا جائے۔ اگر ننگا ہے۔ تو نفیس کپڑا پہنایا جائے بہرحال اسے خالی نہیں جانے دینا چاہئے۔ اس کا حال پوچھ کر دلجوئی ضرور کرنی چاہئے +

بعدازاں فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ میں اور شیخ عثمان ہارونیؒ۔ اور ایک اور درویش سفر کر رہے تھے

ہم نے شیخ بہاؤالدین بختیار اوشی کو ازحد بزرگ مرد پایا۔ آپ کی خانقاہ میں یہ دستور تھا کہ جو آتا۔ خالی نہ جاتا۔ اگر ننگا ہوتا۔ تو نفیس کپڑے اسے دیئے جاتے۔ ابھی وے نہ چکتے۔ کہ غیب سے ویسے ہی اور جاتے۔ الغرض چند روز آپ کی خدمت میں گذرے۔ آپ کی پہلی نصیحت یہ تھی کہ جو کچھ ملے۔ اُسے راہِ خدا میں صرف کرنا چاہیئے۔ ایک پیسہ بھی اپنے پاس نہیں رکھنا چاہیئے بندگانِ خدا کو کھلانا چاہیئے۔ تاکہ اللہ تعالےٰ کی دوستی حاصل ہو۔

پھر فرمایا۔ اے درویش! جسے نعمت حاصل ہوئی۔ اسی سے ہوئی۔ پھر ایک حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک درویش ازحد فقیر تھا۔ لیکن اُسکی عادت یہ تھی۔ کہ اگر کوئی چیز بطور فتوح آجاتی تو درویشوں کو بانٹ دیتا۔ اور خود گھر میں گذارہ کرتا۔ چنانچہ ایک مرتبہ دو درویش صاحب ولایت اُس کے پاس آئے۔ اور اس سے پانی مانگا۔ درویش اندر سے جو کی دو روٹیاں اور پانی کا کوزہ لے آیا۔ کیونکہ وہ بھوکے تھے۔ روٹی کھا کر پانی پیا۔ اور ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر باہم کہنے لگے۔ کہ درویش نے تو اپنا کام کیا ہے۔ ہمیں بھی اپنا کام کرنا چاہیئے۔ ایک نے کہا۔ اسے دُنیا دینی چاہیئے۔ دُوسرے نے کہا۔ یہ دُنیا کے سبب گمراہی میں پڑ جائیگا۔ جواب دیا۔ کہ درویش بخشنے والے ہوتے ہیں۔ دُنیا آخرت کے بدلے دی۔ دعا کر کے چلے گئے۔ پھر وہ درویش ایسا کامل حال ہؤا۔ کہ ہر روز اُس کے باورچی خانے میں ہزار من طعام موجود ہوتا۔ جو خلقِ خُدا کو کھلاتا۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ راہِ محبت میں عاشق وہ شخص ہوتا ہے۔ جو دونوں جہان سے دل اُٹھالے۔

پھر خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ محبت کے چار معنی ہیں۔ پہلے ذکرِ خدا میں دل وجان سے خوش رہنا۔ دوسرے ذکرِ حق کو بڑا جاننا۔ تیسرے قطع تعلق کرنا۔ چوتھے اپنی اور جو اس کے سوا ہے سب کی حالت پر رونا۔ جیسا کہ کلام مجید میں آیا ہے۔ قل ان کان اٰباؤکم واَبناؤکم واخوانکم وازواجکم الخ اور محبوں کی یہ صفت ہے۔ کہ اُنکی محبت پر یہ معنی ایثار ہوں۔ بعد ازاں چار منزلیں محبت۔ علم۔ حیا۔ اور تعظیم کی طے کریں۔

پھر فرمایا۔ کہ محبت میں صادق وہ ہے۔ کہ والد اور خویش واقربا سے قطع تعلق کر کے خدا و رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے تعلق پیدا کرے۔ پس محب وہ شخص ہے۔ کہ کلام الٰہی کے حکم پر چلے۔ اور دوستی حق میں صادق ہو۔

بعد ازاں فرمایا۔ عارفوں کا ایثار عاشقی بے نیازی اور محبوں کا ایثار آرزو کا نہ کرنا ہے۔

پھر فرمایا۔ ایک مرتبہ حسن بصری علیہ الرحمۃ سے پوچھا گیا۔ کہ عارف کون ہے؟ فرمایا۔ جو دُنیا

سے روگردانی کرے۔ اور جو کچھ اس کے پاس ہو۔ راہِ خدا میں صرف کرے +

پھر فرمایا۔ کہ عارفوں کی خلعت محبت میں اخلاص کرنا ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ جہان میں سب سے عمدہ بات یہ ہے۔ کہ درویش درویش کے ساتھ مل بیٹھے۔ اور جو کچھ دل میں ہو۔ ایک دوسرے سے بیان کرے۔ اور صفا صفا کہدے۔ اور سب سے بُری چیز یہ ہے۔ کہ درویش درویش سے جُدا رہے۔ اگر ایسی صورت ہے۔ تو معرفت سے خالی ہیں +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ کی دوستی اس بات سے پیدا ہوتی ہے۔ کہ جن چیزوں کو اللہ تعالےٰ دُشمن جانتا ہے۔ اُن سے دُشمنی کی جائے۔ مثلاً دُنیا اور نفس +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ عارف محبت میں کب کامل ہوتا ہے۔ اسوقت جب کہ گفتگو بیچ سے اُٹھ جائے۔ ایسا ہو جائے۔ کہ یا دوست رہے یا وہ +

بعد ازاں زبانِ مبارک سے فرمایا۔ کہ عارفوں میں صادق وہ ہے۔ کہ جس کی ملکیت میں کوئی چیز نہ ہو۔ اور نہ ہی وہ کسی کی ملکیت ہو +

پھر فرمایا۔ کہ ایک دفعہ خواجہ سمنون محب رحمۃ اللہ علیہ محبت کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔ کہ ایک پرندہ آکر آپ کے سر پر بیٹھا۔ چند مرتبہ چونچ مار کر ہاتھ پر بیٹھا۔ پھر بغل میں۔ پھر زمین پر چند مرتبہ چونچ ماری۔ تو چونچ سے خون جاری ہوا۔ پھر گر کر جان دیدی +

جب خواجہ صاحب یہ فوائد ختم کر چکے۔ تو میں اور اور لوگ واپس چلے آئے۔

الحمد للہ علیٰ ذٰلک +

مجلس ۱۱

بُدھ کے روز پائبوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ مولانا بہاؤالدین صاحب تفسیر شیخ اوحد کرمانی اور چند اور درویش حاضرِ خدمت تھے۔ بات عارفوں کے توکل کے بارے میں شروع ہوئی۔ زبانِ مبارک سے فرمایا۔ کہ عارفوں کا توکل یہ ہے۔ کہ انکا توکل سوائے خدا کے کسی پر نہ ہو۔ اور نہ کسی چیز کی طرف توجہ کریں +

پھر فرمایا۔ کہ متوکل حقیقت میں وہ ہے۔ جو خلقت کی مدد اور تکلیف کی حکایت اور شکایت نہ کرے +

پھر فرمایا۔ کہ حضرت جبرائیلؑ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو کہا۔ کہ کیا تجھے کچھ ضرورت ہے؟ فرمایا۔ تجھ سے نہیں۔ اس واسطے کہ آپ اپنے نفس سے غائب تھے۔ لیکن اللہ تعالےٰ سے باطنی حضور حاصل تھا +

بعد ازاں فرمایا کہ اہلِ توکّل پر غلبات شوق میں ایک ایسا وقت آتا ہے کہ اگر اس وقت انہیں ذرّہ ذرّہ کر دیا جائے۔ یا تلوار سے زخمی کیا جائے۔ یا کسی اور طرح رنج و الم پہنچایا جائے تو انہیں مطلق خبر نہیں ہوتی +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ عارف کا توکّل حق پر اس قسم کا ہوتا ہے۔ کہ وہ عالمِ شکر میں متحیّر رہتا ہے +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ خواجہ جنید رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا۔ کہ عارف کون ہے؟ فرمایا۔ جو تین چیزوں علم، عمل۔ اور خلوت سے قطع تعلق رکھے۔ کہ جب عصٰی آدم کی آواز نکلی۔ تو سونے چاندی کے سوا باقی سب چیزیں آدم علیہ السلام کی حالت پر روئیں۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا۔ کہ تم کیوں نہیں روتے؟ عرض کی جو تیرا نافرمان ہوا ہے۔ اسکی حالت پر ہم نہیں روئینگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ مجھے اپنے عزّت و جلال کی قسم کہ تمہاری قیمت اور جو کچھ تم میں ہے۔ اسپر ظاہر کرونگا۔ اور اس کے فرزندوں کو تمہارا خادم بناؤنگا +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ جب محب مملکت کا دعوٰے کرے۔ تو محبّت کے درجے سے گر جاتا ہے +

پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا کہ محبّت وفا کا دعوٰے ہے مع وصال اور حُرمت باطل یعنی فقر کا مشاہدہ ایسا محبّت ہے جو فریضہ نمازوں میں اپنے نفس کا ان اہر کا خیال رکھے +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ خواجہ جنید رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا۔ کہ محبت کی رضا کیا ہے۔ فرمایا۔ اگر ساتوں دوزخ مع عظمت و ہیبت اس کے دائیں ہاتھ پر رکھدئے جائیں تو وہ یہ نہ کہے۔ کہ بائیں ہاتھ پر رکھدو +

بعد ازاں اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ سب سے پہلی چیز جو انسان پر فرض ہوئی وہ معرفت تھی ؎ "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ" جنوں اور انسانوں کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے +

پھر فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی حکمت سے بعض چیزوں کو بعض چیزوں میں پوشیدہ کیا ہے۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ اسرار الاولیاء کی محبّت میں لکھا ہے۔ کہ حق تعالےٰ جب محبوں کو اپنے انوار سے زندہ کریگا۔ تو انہیں وہ رویت نصیب ہوگی۔ جو حضرت رسالت پناہ صلّے اللہ علیہ وسلم کو ہوئی۔ چونکہ حق تعالےٰ بے زبان و بے جان و بے مکان و بے جہت ہے۔ اس واسطے آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلم حق تعالےٰ کے اوصاف سے متصف ہوئے +

پھر فرمایا کہ قیامت کے دن "آمنا و صدقنا" عاشقوں کو صادق محب بنا دیگا۔ اگر یہ سوال کیا جائے۔ کہ ان عاشقوں میں سے کوئی عاشق محبت کا دعوے نہ کرے۔ لیکن صادق و ثابت نہ ہو۔ تو وہ شرمندہ ہوگا۔ اور اپنا منہ محبوں میں نہیں دکھا سکیگا۔ پھر آواز آئیگی۔ کہ یہ عاشق صادق نہ تھا۔ اسے عاشقوں سے نکال دو۔

بعد ازاں زبانِ مبارک سے فرمایا۔ کہ اہلِ محبت وہ لوگ ہیں۔ جو صرف دوست کی بات سنتے ہیں۔ "الحدیث عن قلبی ربی" یعنے عاشقوں کا دل صرف حق تعالےٰ کی بات سنتا ہے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ جب صاحبِ محبت مرجاتا ہے۔ تو اُسے جلدی بخشدیا جاتا ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ ایک درویش کو جنگل میں دیکھا۔ کہ مرگیا ہے۔ اور ہنس رہا ہے۔ پوچھا۔ کہ تو تو مرگیا ہے۔ کیوں ہنستا ہے؟ کہا محبت خدا کی مرضی ہی ایسی تھی۔

بعد ازاں اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ دل وہ ہے۔ جو اپنے حال سے فانی ہو۔ اور مشاہدہ دوست میں باقی ہو۔ اللہ تعالےٰ اس کے اعمال پر غالب ہو۔ اور اس کا اپنے آپ پر کچھ اختیار نہ ہو۔ اور عرش تک اسے قرار نہ ہو۔

فرمایا۔ ایک روز مالک دینار رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا۔ کہ اللہ تعالےٰ کے دوستوں کی ملازمت کرنا کیسا ہے۔ فرمایا۔ جو شخص اللہ تعالےٰ کے دوستوں کی ملازمت کرتا ہے۔ وہ ضرور واصل پہنچاتا ہے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ رابعہ بصری رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا۔ کہ سب سے اعلیٰ عمل کونسا ہے؟ فرمایا۔ اپنے اوقات کو یادالٰہی میں بسر کرنا۔ جو شخص بزرگی کا دعوے کرے۔ اور اس میں مراد پائی جائے۔ تو سمجھو۔ کہ وہ جھوٹا ہے۔ دعوئے محبت میں مرد وہ شخص ہے جو اپنی مرادات سے درگذرے۔ اور مرادِ حق اختیار کرے۔ اس وقت وہ اللہ تعالےٰ کا دوست کہلانے کا مستحق ہوتا ہے۔ اگر اسوقت اللہ تعالےٰ اُسے دوست کہے۔ تو بندگی کا جواب کہے اسواسطے کہ اہلِ محبت کا نہ نام ہوتا ہے۔ نہ رسم اور نہ جواب۔

پھر فرمایا۔ کہ میں نے شیخ الاسلام خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنا۔ کہ اہلِ عشق دوست کے سوا غیر کی طرف توجہ بھی نہیں کرتے۔ اسواسطے کہ جو بغیر دوست کے خوش ہوتا ہے۔ اسے ہر قسم کا اندوہ لاحق ہوتا ہے۔ دوست کی خدمت سے انس نہیں۔ اسے سب سے وحشت آتی ہے۔ جو دوست سے دل نہیں لگاتا۔ وہ ہیچ در ہیچ ہے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ عارف وہ شخص ہوتا ہے۔ جو صبح اُٹھے۔ تو رات کی بابت اسے کچھ یاد نہ ہو۔

بعدازاں خواجہ صاحب ادام اللہ تقواہ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ اے غافل! اس سفر کے لئے توشہ تیار کر جو تجھے درپیش ہے۔ یعنی موت۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ اہل محبت کا وہ گروہ ہے کہ جن کے اور اللہ تعالےٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ محبت میں عارف وہ شخص ہے جسے کوئی شے عجیب نہ معلوم ہو۔ کیونکہ تسلیم دعوے صرف ایک چیز میں نہیں ہوتا۔ بلکہ ہاتھ سے دیا جا چکے +

پھر فرمایا۔ کہ سب سے عمدہ وقت وہ ہے جب کہ دل میں کوئی وسوسہ اور خیال نہ ہو۔ اور لوگوں سے رہائی حاصل ہو۔ پھر فرمایا۔ جسے محبت دی گئی ہے۔ اسے فقر و وحشت دی گئی ہے تاکہ دنیا پر فریفتہ نہ ہو جائے +

پھر فرمایا۔ کہ عارف کہتے ہیں کہ یقین بمنزلہ نور ہے۔ جس سے انسان منور ہوتا ہے۔ پھر وہ مقبول اور متقیوں کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے +

بعدازاں فرمایا۔ کہ آدمی کی اصل پانی اور خاک سے ہے۔ جس پر پانی غالب ہے۔ اگر وہ لطف و ریاضت سے جمال کے دیکھنے میں خود پسندی سے کام لے۔ تو وہ مقصود حاصل نہیں کر سکتا۔ اور جس پر خاک غالب ہو۔ تو سختی کے وقت وہ نیک پایا جاتا ہے۔ تاکہ کسی کام کے لائق ہو جائے +

پھر فرمایا۔ کہ جب اللہ تعالےٰ نے بادل پیدا کرنا چاہا۔ کہ ہر قسم کا رنگ ہو۔ اور ہر قسم کا مزا۔ جب رنگوں کو ملایا۔ تو اس سے پانی کا رنگ بنا۔ اور جب سب مزوں کو ملایا۔ تو پانی کا سا ذائقہ ہو گیا۔ اس کے پینے سے زندگی تو پاتے ہیں۔ لیکن اس کی لذت کی خبر نہیں۔ ہر ایک چیز پانی کے سبب زندہ ہے +

بعدازاں ایک درویش نے جو حاضر خدمت تھا۔ پوچھا۔ کہ مجنون کون ہے؟ فرمایا۔ وہ جو آغاز عشق میں ناچیز ہو جائے۔ اور دوسرے اور تیسرے درجہ میں گم ہو جائے۔ پوچھا فنا و بقا کیا ہے؟ فرمایا۔ بقائے حق ہے۔ اور فنا فنائے نفس۔ پوچھا۔ تجرید کیا ہے؟ فرمایا صفات محبوب ذہن نشین کرنا۔ جو مجھ سے محبت کرتا ہے۔ میں اس کے لئے کان اور آنکھ بنجاتا ہوں +

پھر فرمایا۔ میں نے ملتان میں ایک بزرگ سے سنا۔ کہ اہل محبت کی توبہ تین قسم کی ہوتی ہے۔ اوّل ندامت۔ دوّم گناہوں کا چھوڑ دینا۔ سوّم اپنے تئیں ظلم و جھگڑے سے پاک رکھنا +

بعدازاں فرمایا۔ کہ علم ایک ایسی چیز ہے۔ جو محیط ہے۔ اور معرفت اس کی ایک جز ہے

پس خدا کہاں ہے ۔ اور بندہ کہاں ۔ علم خدا ہی کو ہے ۔ معرفت دونوں کو +

پھر فرمایا ۔ کہ جب تک عارف کے سر خالص نہیں ہوتے ۔ اُسکا کوئی فعل صاف نہیں ہوتا +

پھر فرمایا ۔ جسکو تو دوست رکھیگا ۔ اسکے سر پر بلا برسائیگا +

پھر فرمایا ۔ توبہ نصوح تین باتیں ہیں ۔ اوّل کم کھانا روزے کے لئے ۔ دوسرے کم سونا طاعت کے لئے تیسرے کم بولنا دعا کے لئے ۔ پہلے سے خوف ۔ دوسرے سے اور تیسرے سے محبت پیدا ہوتی ہے ۔ پس خوف کے ضمن میں گناہ کی ترک ہے، تاکہ آگ سے نجات حاصل ہو ۔ اور رجاء کے ضمن میں طاعت کرنا ہے ۔ تاکہ بہشت میں مقام حاصل کر سکے ۔ اور ابدی زندگی حاصل کر سکے ۔ اور محبت کے ضمن میں فکروں کا اجتہاد کرنا ہے ۔ تاکہ رضائے حق حاصل ہو ۔ فرمایا محبت میں عارف وہ ہے ۔ جو ذکرِ حق کے سوا کسی کو دوست نہ رکھے +

جب خواجہ صاحب یہ فوائد بیان کر چکے ۔ تو آبدیدہ ہو کر فرمایا ۔ کہ اب میں وہاں کا سفر کرتا ہوں ۔ جہاں میرا مدفن ہوگا ۔ یعنی اجمیر جاتا ہوں ۔ ان دنوں اجمیر ہندوؤں سے بھرپور تھی ۔ اور مسلمانی کچھ ایسی ترقی پر نہ تھی ۔ جب خواجہ صاحب کا قدم مبارک وہاں پہنچا ۔ تو اسقدر اسلام ظاہر ہوا جس کی کوئی حد نہیں + الحمد للہ علیٰ ذالک +

مجلس ۱۲

جمعرات کے روز قدمبوسی کا شرف حاصل ہوا ۔ اور یہ آخری مجلس تھی ۔ اجمیر کی جامع مسجد میں درویش ۔ عزیز ۔ اہل صفا اور مرید حاضر خدمت تھے ۔ بات ملک الموت کے بارے میں شروع ہوئی ۔ زبانِ مبارک سے فرمایا ۔ کہ بغیر ملک الموت کے دُنیا کی قیمت جَو بھر بھی نہیں ۔ پوچھا کیوں؟ فرمایا ۔ اسواسطے کہ حدیث میں ہے ۔ الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب ۔ یعنے موت ایک پُل ہے ۔ جو دوست کو دوست سے ملاقات کراتا ہے +

پھر فرمایا ۔ کہ دوست وہ ہے ۔ جو دل سے یاد کرے ۔ کیونکہ دل یار کے لئے پیدا کیئے گئے ہیں ۔ خاصکر اس واسطے کہ عرش کے گرد طواف کریں ۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے ۔ اے میرے بندے جب میرا ذکر تجھ پر غالب آ جائیگا ۔ تو میں تیرا عاشق ہو جاؤنگا یعنی تیرا محب +

پھر فرمایا ۔ کہ عارف آفتاب کی طرح ہوتا ہے ۔ جو سارے جہان کو روشنی بخشتا ہے ۔ جس کی

روشنی سے کوئی چیز خالی نہیں رہتی +

جب خواجہ صاحب یہ فوائد ختم کر چکے - تو آبدیدہ ہو کر فرمایا - کہ ہمیں اسجگہ اسواسطے لایا گیا ہے کہ ہمارا مدفن یہاں ہوگا - ہم چند ہی روز میں اس دنیا سے سفر کر جائینگے - شیخ علی سنجری حاضر تھے انہیں حکم ہوا - کہ مثال لکھو - اور شیخ قطب الدین بختیار کاکی کو دینا - تاکہ دہلی جائے - کیونکہ خلافت ہم نے اُسے دی ہے - اور وہی اسکا مقام ہے +

بعد ازاں جب مثال ختم ہوئی - تو مجھے دی - میں آداب بجا لایا - حکم ہوا - کہ نزدیک آؤ - جب میں نزدیک گیا - تو دستار اور کلاہ میرے سر پر رکھی - اور شیخ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کا عصا دیا - اور زرہ مجھے پہنائی - اور قرآن شریف اور مصلّے بھی عنایت کیا - اور فرمایا - کہ یہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ہمارے خواجگانِ چشت کو بطور امانت ملی ہے ہم نے تجھے دے کر روانہ کیا ہے - جس طرح اُنہوں نے ہم تک پہنچائی ہے - تو آگے پہنچا دینا - اور نیز اس کا حق ادا کرنا - تاکہ قیامت کے دن ہم خواجگان کے روبرو شرمندہ نہ ہوویں - میں آداب بجا لایا - اور دوگانہ نماز ادا کر کے فرمایا - جا تجھے خدا کو سونپا - اور تجھے منزلگاہِ عزت میں پہنچایا +

بعد ازاں فرمایا - کہ چار چیزیں نہایت نفیس گوہر ہیں - اوّل وہ درویش جو اپنے تئیں دولتمند ظاہر کرے - دوسرے بھوکا جو اپنے تئیں پیٹ بھرا ظاہر کرے - تیسرے غمناک جو اپنے تئیں خوش ظاہر کرے - چوتھے جس سے دشمنی ہو - اُسے دوست دکھائی دے - پھر فرمایا کہ اہل محبت کا مرتبہ ایسا ہے - کہ اگر اس سے پوچھیں - کہ کیا تو نے رات کی نماز ادا کی تھی - تو کہدے کہ مجھے فرصت نہیں - ہم ملک الموت کے گرداگرد گھومتے ہیں - جہاں وہ جاتا ہے وہیں اسے پکڑتے ہیں - خواجہ صاحب یہی فوائد بیان کر رہے تھے - کہ میں نے چاہا - کہ قدمبوسی کر کے روانہ ہوں - چونکہ آپ روشنضمیر تھے - فوراً معلوم کر لیا - فرمایا - نزدیک آ - میں نے اُٹھکر سر قدموں پر رکھدیا - فاتحہ پڑھکر فرمایا - کہ غم نہ کرو - اور مرد نہ بنو - میں آداب بجا لا کر واپس آیا - جب دہلی پہنچا - تو تمام امام اور اہل صفا میرے پاس آئے - ابھی دہلی آئے چالیس روز گذرے تھے - کہ خبر پہنچی - کہ خواجہ صاحب میرے روانہ ہونے کے بیسویں روز اس جہانِ فانی سے کوچ فرما گئے - اسی رات دل خراب مصلّے پر بیٹھ کر سو گیا - خواجہ صاحب کو دیکھا - عرش کی زمین پر کھڑے ہیں - میں نے سر قدموں پر رکھدیا - اور احوال پوچھا - فرمایا - اللہ تعالےٰ نے بخشدیا - اور کروبیوں اور ساکنانِ عرش کے پاس جگہ دی - میں یہیں رہوں گا + الحمد للہ علےٰ ذالک + فقط

تصوّف کی کتابوں کا اشتہار

اُردو ترجمہ کتاب شمس العارفین

یہ کتاب تصنیف لطیف حضرت سلطان باھُو قادری قدس سرہ کی نہایت عجیب و غریب ہے جن لوگوں نے حضرت کی تصنیفات میں سے کلید التوحید۔ گنج الاسرار۔ مجالسۃ النبی۔ محبت الاسرار۔ عین الفقر دیکھا ہے۔ وہ تو دل سے اسکے خواہشمند ہونگے۔ اس کتاب میں حضرت نے ۷ باب مقرر کئے ہیں۔ اور ہر ایک باب میں ایک ایک مضمون پر دلچسپ بحث کی ہے مسائل تصوّف کو نہایت تفصیل سے حل کیا ہے۔ علاوہ اس کے بعض نقش آپ نے اس کتاب میں درج کئے ہیں۔ جن پر عمل کرنے سے اہل قبور کی ملاقات اور زیارت جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بآسانی ہو سکتی ہے۔ علاوہ اس کے بعض عملیات بھی آپنے درج فرمائے ہیں۔ جو از بس مفید ہیں۔ دُنیا اور اہل دُنیا کا ان عملیات سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ نقوش اور عملیات محض طالب مولے کے لئے لکھے گئے ہیں۔ اس کتاب کے ۷ باب یہ تفصیل ہیں۔ اس کے علاوہ ضمنی طور پر بہت سی بحثیں لکھی ہیں۔

باب اوّل اس کتاب پر عمل کرنے اور اس کے پڑھنے کی فضیلتوں میں۔ **باب دوم**۔ ذکر اللہ اور فکر کے شروع کرنے اور تصوّر کی ترتیب اور وجودی عشق اور اس کے مقامات اور ایسے سیاہ دِل کا علاج جس میں اسم اللہ کی تاثیر نہ ہو۔ **باب سوم**۔ مکاشفہ اور مراقبہ اور اُس کے حالات کے مفصّل بیان میں **باب چہارم**۔ فنا فی الشیخ اور فنا فی الرّسول۔ فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے بیان میں۔ **باب پنجم**۔ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں ملازم اور مشرف ہونے اور اس کی فضیلت کے بیان میں۔ **باب ششم**۔ اہل قبور پر دعوت پڑھنے کی ترتیب جو سب دعوتوں سے افضل و اولے ہے۔ **باب ہفتم**۔ متفرق مسائل پر دلچسپ بحث اور ترتیب نماز تہجد وغیرہ میں۔ یہ کتاب نہایت صحت کے ساتھ بہزار محنت فارسی سے سلیس اردو میں ترجمہ کرا کر شائع کی گئی ہے۔ لکھائی چھپائی قابل تعریف ہے۔ قیمت ۸ر

اُردو ترجمہ مونس جاں

یہ کتاب حضرت شاہ ابوالمعالی قادری علیہ الرحمۃ کی تصنیف لطیف میں سے ہے۔ اور اسمیں پانچ مقالے ہیں۔ مقالہ اوّل میں حقائق۔ مقالہ دوم میں احادیث اور کلمات مشائخ۔ مقالہ سوم محبت میں۔ مقالہ چہارم مطائبات اور ہزلیات میں۔ مقالہ پنجم ذکر شعر۔ یہ کتاب نہایت ہی دلچسپ ہے۔ اور رموزات تصوّف کو دلکش پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے۔ قیمت ۴ر

محک الفقر کلاں

یہ عجیب و غریب سراپا رحمت و برکت کتاب ہے حضرت سلطان باھو قادری قدس سرہٗ کی اعلےٰ تصنیفات سے ہے۔ اس کتاب میں حضرت نے نہایت اعلےٰ درجہ کے راز بیان فرمائے ہیں۔ لہٰذا چند مضامین کا نام بطور اختصار ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے۔ مقدمہ تصوف۔ اسلام کے طریقے۔ مرشد کامل کی تعریف۔ محک الفقر کی تعریف۔ مسئلہ روح اور نفس۔ عقل و علم۔ طلب خدا کا طریقہ۔ یقین کی تعریف۔ مسئلہ ترتیب سلوک۔ تقویٰ کی تعریف۔ نماز استخارہ۔ ذکر مقامات وجود۔ علم الیقین اور عین الیقین کی تعریف اور حق الیقین کی بحث۔ عاشق اور عارف کی صفات۔ تصوف کی حقیقت۔ تصوف کے حروف کے معنے۔ فقراء کے وجود میں چار دوست ہیں۔ علما اور فقرا کا فرق۔ دُنیا اور اہل دُنیا کی مذمت۔ اقسام دوستی۔ فقر اور معرفت کا بیان۔ علماء کے اقسام۔ فقراء کی خدمت۔ فقراء کی پہچان۔ فقراء کے مقام۔ ذکر مراقبہ۔ طلب مولا اور طلب دُنیا کی بحث۔ خیر و شر کا مسئلہ۔ اور اہل سنت والجماعت کی تحقیق۔ شکر کی حالت۔ معرفت مولا اڑھائی قدم کے فاصلہ پر ہے۔ راز کیا ہے۔ اور ریاضت کس کو کہتے ہیں۔ کلمہ طیب کے حروف کے معنے۔ علم کی تعریف۔ استغراق کے اقسام۔ طالب کی قسمیں۔ عقل کل کی تعریف۔ فضائل و برکات لفظ اللہ۔ ادب اسم اللہ۔ پیدائش نور محمدی کا مسئلہ۔ فقیر مفلس کا بیان۔ عشاق کا مقام اور حصہ۔ عاشق کی تعریف۔ کلمہ طیب کی تعریف۔ مقام شکر کی تعریف۔ احکام شریعت۔ بیان دعوت الکثیر و کیمیائے اکسیر۔ ذکر چار قسم کے ہیں۔ مقامات حیرت۔ مقام ہمہ اوست۔ عارف باللہ کی تعریف۔ شرح النفس ذکر پاس انفاس۔ طالب کون ہے۔ نفس کی خصلتیں۔ آداب خاموشی۔ علم کے کیا معنی ہیں۔ عالم مولےٰ کی طلب نہیں کر سکتا۔ معلوم کیا ہے۔ فرض ظاہر اور فرض باطن۔ علما و فقرا کا فرق۔ جسم کے اقسام۔ تقسیم علم۔ فقر کے تین حرف فقہ کے بھی تین حرف ہیں۔ "اعتقاد من بس است و پیر من خس است" شرح تفکر۔ عالم باعمل کی تعریف۔ فقیر کامل۔ طالب مولیٰ۔ صفت درویشی۔ دُنیا کی زندگی۔ مثال مقام سجین سے ہے۔ اور معرفت الٰہی کی مثال مقام علیین سے ہے۔ اولیاء اللہ قبر۔ دُنیا داروں کی قبر۔ مولےٰ کے حروف کے معنے۔ قرآن شریف کی صفت۔ مقام معرفت۔ شرح تفکر۔ توحید کے معنے۔ خدا کی نظر انسان کے دل پر ہے۔ عارف کے معنے۔ عقل کل اور عقل لدنی کی تعریف۔ قلب مومن عرش اعظم ہے۔ معرفت مولا۔ حرف الف کی تعریف۔ وعدہٗ قرآن۔ مراقبہ قادریہ۔ فقر محتاج نہیں ہے۔ وعدہٗ فقر۔ کفار کے نام کا فتیلہ۔ اہل قبر۔ شرح دعوت یوصل الحبیب علی الحبیب۔ الحب للہ والبغض للہ۔ خلقت علماء و الفقراء۔ مسکین کی تعریف۔ ذکر اللہ کی ترکیب۔ نقشہ روضہ مقدس آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ علم اکسیر۔ کشش و طریق دعوت۔ شیخ کامل کی حقیقت۔ اسم اعظم کی دعوت۔ طالب مولیٰ کی حقیقت۔ دُنیا کی محبت کی خرابی۔ اپنی شناخت۔ مرشد ناقص کا بیان۔ علم کی تعریف۔ اقسام درویش۔ اقسام حضوری۔ اقسام فقیر۔ قسمت کی تعریف۔ عشق کی صفت۔ طریقہ قادری۔ التوحید والتوکل

غوث الاعظم کی تعریف۔ اقسام درویشی۔ اولیاء کی تعریف۔ قدمی علی رقب کل ولی اللہ کی بحث۔ سماع کا بیان۔ اہلِ دل کی صفت۔ اوہام اور تجرد و تفکر کی تعریف۔ اَلَمۡ اَلَسۡتُ بِرَبِّکُمۡ کی تعریف۔ سکوت کی تعریف۔ معرفتِ حق کی تعریف۔ فقر کی دوستی کا بیان۔ حقیقت کشف۔ مرید کی تعریف۔ جہل کی بُرائی۔ طبقاتِ علم۔ ریا کی مذمت۔ دُنیا کی مذمت۔ شکر کی تعریف۔ نور محمدی کی تعریف۔ تعلیم انسان و اتمام فقر۔ یقین کا مرتبہ۔ حضورِ قلب کی تعریف۔ فوائدِ کلمہ طیب۔ مذہب اہلِ سنت والجماعت۔ رات کا جاگنا عبادت ہے۔ حیوان اور انسان کا فرق۔ سید القوم خادمہم۔ شرح معراج۔ مراقبہ اول۔ معراج الفقر۔ معرفت الٰہی کا طریقہ۔ شرح الفقر فخری۔ شرح فقر محمدی۔ شرح علم الہام والہام کی تعریف۔ انسان حکمت الٰہی ہے۔ شرح مردانِ خدا۔ صاحب باطن صفا۔ کلمہ شہادت کی فضیلت۔ شرح نفس امارہ۔ شرح ذکر تجلیات ذات وصفات۔ شجرہ شریف قادریہ سروریہ۔ یہ کتاب نہایت عمدہ کاغذ پر خوش قلم طبع کی گئی ہے۔ صفحے ۳۴۰ قیمت .. .. عہ/

نور الہدیٰ

یہ نایاب کتاب بھی حضرت سلطان باہو قدس سرہ کی اعلیٰ تصنیفات میں سے ہے۔ اس کتاب میں بھی حضرت سلطان صاحب نے طالبانِ مولیٰ کی خاطر فقر کی راہیں بآسانی بیان فرمائی ہیں۔ اور ہر ایک مقام کی تشریح کردی۔ چنانچہ چیدہ مضامین کی تفصیل درج کی جاتی ہے:۔ سببِ تصنیف کتاب نور الہدیٰ۔ مدینۃ القلب کے ذکر میں۔ اور شریعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی مطابعت اور مذہب کا بیان۔ قلب کا بیان ذکر اسم اللہ۔ مقام فقر فنا فی اللہ۔ ذکر مراقبہ خواب غرق۔ تفرید و تجرید۔ مراقبہ سفر ازلی کی سیر۔ مراقبہ سفر ابدی کی سیر۔ مراقبہ فی الارض۔ مراقبہ سفر سیر آسمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں مشرف ہونے کے سفر کی سیر کا مراقبہ انبیاء کی محبت کا مراقبہ۔ غالب الاولیاء یعنی حضرت محی الدین شاہ عبد القادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس کا مراقبہ۔ ہر مومن مسلمان سے مصافحہ و ملاقات کا مراقبہ۔ قلب نفس اور روح کے تماشہ کے سفر کی سیر کا مراقبہ یعنی وجودی مراقبہ توفیق بار بیغانے کا مراقبہ۔ شرح خواب و مراقبہ۔ شرح فتح الابواب تجلیات و تحقیقات۔ تجلی اسم اللہ۔ اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تجلی۔ اسم ھُو کی تجلی۔ اسم فقر کی تجلی۔ تجلی قلب۔ تجلی روح۔ تجلی ذکر جس سے نور کا شعلہ دماغ اور سر میں پیدا ہوتا ہے۔ اور آنکھوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ تجلی نفس۔ تجلی شیطان۔ تجلی شمس۔ تجلی قمر۔ تجلی جن۔ تجلی ملائک۔ تجلی شیخ مرشد کامل۔ ذکر نفی اثبات و ذکر ضرب جہر و خفیہ۔ ذکر دعوت منتہی مردان شہسوار سطاب زود مقصود۔ طرفۃ العین۔ کتاب نہایت عمدہ خوش خط چھپ کر تیار ہے۔ قیمت چار آنے ۴/

المشتہران

اللہ والے کی قومی دُکان ملک چنن الدین خلف الرشید ملک فضل الدین تاجر کتب نقشبندی کوچہ گگے زئیاں بازار کشمیری لاہور

اُردو ترجمہ کتاب چہل حدیث

یہ وہ چالیس حدیثیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہیں جن کو علامہ دہر فاضل اجل محمد بن ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی محنت اور محبت سے عام اہل اسلام کے فائدے کیلئے جمع کیا ہے - اور اس کی ہی ہر ایک حدیث کے متعلق اصحاب کبار اور اولیاء اللہ کی ایسی ایسی موثر اور پُر عبرت حکایات نقل کی ہیں جو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں ۔ قیمت .. .. عہ ر

اُردو ترجمہ کتاب تذکرۃ الواعظین

یہ کتاب سراپا برکت اور رحمت مولینا مولوی محمد جعفر الفقیہی حنفی المذہب کی تصنیف عربی زبان میں تھی - اس کا اردو ترجمہ بصرف زر کثیر عام ثقلین کے لئے عموماً اور واعظین کے لئے خصوصاً کرایا گیا ہے - اور ہر مسلمان کے پاس اس کا ایک ایک نسخہ ہونا ضروری ہے ۔ قیمت ۱۲ر

اُردو ترجمہ المقصد الاسنیٰ شرح اسماء اللہ الحسنیٰ

یعنی امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح اسماء الحسنیٰ جناب امام صاحب نے اسمائے باری تعالیٰ کی شرح نہایت شرح وبسط سے کی ہے اور منطقیانہ اور فلسفیانہ طور سے ہر ایک اسم مبارک کی شرح میں بحث کی ہے - جو ہم نے نہایت محنت سے با محاورہ اُردو ترجمہ کرائی ہے - کتاب قابل دید ہے ۔ قیمت ۱۲ر

اُردو ترجمہ قول الجمیل موسوم بہ شفاء العلیل

یہ کتاب لطیف تصنیف عارف کامل عالم فاضل مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی مترجم مولوی خرم علی صاحب بلہوری مرحوم فوائد مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی - اس کتاب میں حضرت مصنف علیہ الرحمۃ نے تمام مسائل تصوف کو اس خوبی سے بیان فرمایا ہے - جو ہر ذی فہم کی سمجھ میں بلا کسی دقت کے تمام مسائل دل نشین ہو سکتے ہیں - گویا کوزہ میں دریا بند فرمایا ہے ۔ قیمت ۸ر

زبدۃ السالکین (اردو ترجمہ) غنیۃ الطالبین

مصنفہ حضرت اقدس محبوب سبحانی غوث صمدانی قطب ربانی میراں محی الدین سید عبدالقادر گیلانی قدس سرہ - جس دیندار مسلمان کو جناب اقدس کی تصنیفات کا شوق ہو اُنکے لئے تو یہ کتاب سعادت دارین حاصل کرنیکا ذریعہ ہے - اصل کتاب عربی بھی شامل ہے - اور مقابل میں ترجمہ لکھا گیا ہے ۔ قیمت .. .. للعہ ر

اُردو ترجمہ کتاب راحت القلوب

یعنی ملفوظات سلطان المشائخ شیخ الشیوخ العالم قطب علامۃ الدنیا - بدر الطریقۃ برہان الحقیقۃ سید العابدین بدر العارفین - عمدۃ الابرار قدوۃ الاخیار تاج الاصفیاء - سراج الاولیاء - ملک المساکین - برہان العاشقین - فرید الحق والشرع والدین حضرت بابا فرید گنجشکر فرید الدین اجودھنی رحمۃ اللہ علیہ - ان ملفوظات کو حضرت شیخ المشائخ سلطان العارفین محبوب الٰہی محمد نظام الدین بدایونی رحمۃ اللہ علیہ نے تصنیف فرمایا ہے - نہایت عمدہ چھپکر اردو زبان میں فروخت ہو رہی ہے ۔ قیمت ۶ر

اسرار الاولیاء

یعنی ملفوظات صاحب المکارم سلطان الاولیاء - قطب العالم - وارث الانبیاء - تاج الاصفیاء شمس العارفین حضرت خواجہ بابا فرید الدین شکر گنج اجودھنی رحمۃ اللہ علیہ ان ملفوظات کو خواجہ بدر اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کیا - جو نہایت عمدہ خوشخط اردو ترجمہ ہو کر چھپ گئے ہیں ۔ قیمت ۸ر

Date	No.
15.12.4	

Extract
from the
RULES of the
LYTTON LIBRARY,
MUSLIM UNIVERSITY,
ALIGARH.

The under mentioned shall be eligible to take books the Library:—

A. Members of the Court.

B. Members of the University teaching staff, including the Librarian.

C. Students on the rolls of the University

D. Other persons, wheather connected with the University or not, who have obtained special permission of the Pro. Vice-Chancellor on deposit of Rs. 26.

2. The maximum number of books that may be borrowed at any one time is.

[in Rule 21] {A & B...2 volumes; C ...15 (MA, &M, Sc, 4 volumes; All others 2 ,,)

4. Books may be retained by—

[in Rule 21] (A & B for one month; C & D ,, 14 days

6. Books lost, injured or defaced in any way by any other borrowers must either be replaced or the price paid for. In case a book belongs to a set or series and a single volume is not procurable the whole set or series must be replaced.